اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲

الفضل قادیان

ہفتہ میں دوبار

ایڈیٹر:- غلام نبی

فی پرچہ

The ALFAZL QADIAN.

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

نمبر ۷۹ | مورخہ ۱۱ اپریل سنہ ۱۹۳۰ء | یوم جمعہ | مطابق ۱۱ ذوالقعدہ سنہ ۱۳۴۸ھ | جلد ۱۷

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت ۷۔ اپریل کو کسی قدر ناساز رہی۔ لیکن اب خدا کے فضل سے آرام ہے۔

امۃ الحکیم سلمہا اللہ بنت حضرت خلیفۃ المسیح کو پہلے کی نسبت افاقہ ہے۔ بخار ٹوٹ گیا ہے۔ احباب کامل صحت کے لئے دعا کریں۔

۶ اپریل۔ بعد نماز عصر مسجد اقصےٰ میں انجمن انصار اللہ کا ایک جلسہ زیر صدارت مولانا سید سرور شاہ صاحب منعقد ہوا۔ جس میں مستریوں کی افتراپردازیوں اور گورنمنٹ کی بے توجہی پر سخت غم و غصہ کا اظہار کیا گیا۔ اور باتفاق ریزولیوشنز پاس ہوئے جو حکام کو بھیجے گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ۶ اپریل کو ... سفیر کو دعوت دی۔ جس میں ۲۰ کے قریب دیگر اصحاب بھی شریک تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے متعلق اشرار الناس کی فتنہ انگیزیاں

فتنہ پردازوں کے خلاف جماعت احمدیہ میں غم و غصہ

جماعت احمدیہ کریام

جماعت احمدیہ کریام ضلع جالندھر کا ایک غیر معمولی جلسہ مورخہ ۶ اپریل منعقد ہوا۔ اور مندرجہ ذیل ریزولیوشنز بالاتفاق پاس ہوئے:-

(۱) یہ جلسہ مستریوں کے نہایت خبیثانہ پروپیگنڈا کے خلاف سخت نفرت کا اظہار کرتا ہے

(۲) ہم غلامان حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی مقدس ہستی پر حرف گیری کو برداشت نہیں کر سکتے۔ یہ حملہ حضور پر ہی نہیں۔ بلکہ حضور کے تمام غلاموں کی عزت و ناموس پر ہے۔ ہمارے دل جس طرح مجروح ہیں اور جو غم و غصہ ہم دبائے بیٹھے ہیں اسے سوائے خدائے علیم بلاتت الصمد کے اور کوئی نہیں جانتا۔ حضور کی تعلیم ضبط ہمیں روکے ہوئے ہے۔ مگر یہ فتنہ گر اپنی اشتعال انگیزی میں حد سے گزر گئے ہیں۔

(۳) یہ جلسہ اس موقعہ پر گورنمنٹ کو بھی تنبیہہ کرتا ہے۔ کہ وہ جلد سے جلد ان شریروں کے خلاف تعزیری کارروائی کرے۔ ورنہ کسی فساد کی جو رونما ہو۔ تمام تر ذمہ داری گورنمنٹ پر ہوگی۔

(۴) ان ریزولیوشنز کی نقول حضرت خلیفۃ المسیح چیف سیکرٹری

گورنمنٹ پنجاب ۔ ڈپٹی کمشنر گورداسپور اور اخبار الفضل کو بھیجی جائیں ؛۔ سکرٹری جماعت احمدیہ کریام ضلع جالندھر

جماعت احمدیہ لائل پور

(بذریعہ تار)

لائل پور ۷۔ اپریل۔ انجمن احمدیہ لائل پور نے ۷۔ اپریل ۱۹۳۰ء ایک جلسہ میں حسب ذیل ریزولیوشنز باتفاق رائے پاس کئے۔

(۱) جماعت احمدیہ لائل پور "مباہلہ" کے ان گندے حملوں اور سراسر بے بنیاد اتہامات پر جو وہ ہمارے روحانی پیشوا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ پر جو ہمیں دنیا کی ہر ایک چیز سے عزیز ہیں۔ لگا رہا ہے۔ اپنے دلی رنج اور غم و غصہ کا اظہار کرتا ہے ؛۔

(۲) جماعت احمدیہ لائل پور کا یہ جلسہ قادیان پولیس کے اس رویہ کی سخت مذمت کرتا ہے۔ کہ اس نے "مباہلہ" کے اس شرآمیز پروپیگنڈا کی روک تھام میں حد درجہ سہل انگاری اور غفلت سے کام لیا۔ اور گورنمنٹ کو ہز میجسٹی کی رعایا میں اس منافرت انگیزی کے خوفناک نتائج سے متنبہ کرتا ہے ؛۔

(۳) یہ جلسہ اخبار "زمیندار" لاہور کے اس رویہ کی پُرزور مذمت کرتا ہے۔ جو اس نے "مباہلہ" کے ناپاک پروپگنڈا کی تائید کے لئے شروع کر رکھا ہے ؛۔

جماعت احمدیہ امرتسر

امیر جماعت احمدیہ امرتسر کی طرف سے حسب ذیل برقیہ ہز ایکسلنسی گورنر پنجاب کو ارسال کیا گیا ؛۔

جماعت احمدیہ امرتسر "مباہلہ" قادیان اور "زمیندار" لاہور کی شرآمیز اور حد درجہ اشتعال انگیز تحریرات کے خلاف جو جماعت احمدیہ کے روحانی پیشوا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ اور حضور کے خاندان کی معزز خواتین کے متعلق شائع کرتے رہتے ہیں۔ زور کے ساتھ پروٹسٹ کرتی ہے۔ اور نہایت افسوس سے اس امر کا اظہار کرتی ہے۔ کہ قادیان کی پولیس جو وہاں قیام امن کی ذمہ وار تھی۔ کارکنان "مباہلہ" کے اس اشتعال انگیز رویہ کی جو کہ تمام جماعت احمدیہ کی غیرت اور خودداری کے لئے ایک چیلنج ہے۔ روک تھام میں ناکام رہی ہے۔ اگر حکومت نے "مباہلہ" قادیان اور "زمیندار" لاہور کے خلاف روک تھام نہ کی۔ تو امن و امان تباہ ہو جائے گا۔ جس کی ذمہ واری حکومت کے افسران پر عائد ہو گی۔ نہ صرف یہ کہ جماعت احمدیہ کی وفاداری مسلم ہے۔ بلکہ وہ ایک پابند آئین و قانون کا احترام کرنیوالی جماعت ہے۔ لیکن اگر حکومت نے اس سے تغافل کیا۔ تو وہ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے خود اپنے مفاد کی نگرانی کے لئے پوری طرح تیار اور

قابل توجہ نمائندگان مجلس مشاورت

رپورٹ مجلس مشاورت کی طباعت میں بعض وجوہات کی بنا پر سالہائے گذشتہ میں کسی قدر تاخیر واقع ہوتی رہی ہے۔ اس کے انسداد کے لئے اس دفعہ یہ انتظام کیا گیا ہے۔ کہ بموقع مشاورت نمائندگان سے ایک روپیہ فی جماعت وصول کیا جائے اور رپورٹ مشاورت اگر اللہ تعالےٰ کو منظور ہو۔ تو بہت جلد شائع کر دی جائے۔ لہٰذا نمائندگان کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔

پرائیویٹ سکرٹری قادیان

مدرسہ احمدیہ قادیان

بعد امتحان سالانہ مدرسہ احمدیہ ۵۔ اپریل ۱۹۳۰ء سے کھل چکا ہوا ہے۔ جن اصحاب نے اپنے بچے اس سکول میں پڑھنے کے لئے بھیجنے ہوں۔ بہت جلد بھیجدیں۔ نیز جو طلباء امتحان دے کر چھٹیوں میں اپنے گھر چلے گئے تھے۔ وہ بھی جلد سکول میں حاضر ہو جائیں۔ تاکہ پڑھائی میں حرج نہ ہو۔ ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ

شکریہ

جماعت احمدیہ عباد ان قابل شکریہ ہے۔ جو تبلیغ میں خاص جوش اور شوق سے حصہ لیتی ہے۔ گذشتہ سال ۲۔ جون کے جلسوں کے موقعہ پر اس جماعت نے بہت سا تبلیغی لٹریچر بغرض تقسیم مہیا کیا تھا۔ اب ممالک سماٹرا و جاوا وغیرہ کے لئے بھی بہت سا لٹریچر اس نے مہیا کیا ہے۔ جزاہم اللہ تعالےٰ احسن الجزاء

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

احمدیہ صنعتی نمائش

مجلس مشاورت بہت قریب آ رہی ہے۔ نمائش میں اپنی اشیاء شامل کرنے والے احباب بہت جلد اپنی درخواستیں بھجوا دیں ؛۔

سکرٹری احمدیہ صنعتی نمائش قادیان

مستریان "مباہلہ" کی گرفتاری

مستری فضل کریم اور اس کے دونوں لڑکوں عبد الکریم اور زاہد کو زیر دفعہ ۱۵۳۔ اور ۲۹۲ تعزیرات ہند گرفتار کرنے کے لئے پولیس اپیل بٹالہ گئی۔ مستری فضل کریم تو وہاں گرفتار ہو گیا۔ لیکن لڑکے پولیس کے ہاتھ نہ آسکے۔ فضل کریم گرفتار کر کے ۷۔ اپریل کی شب قادیان لایا گیا۔ اور بوجہ عدم ضمانت رات حوالات میں رکھا گیا۔ اور ۸۔ کی صبح کو پولیس نے اس کی موجودگی میں اس کے مکان کی تلاشی لی۔ معلوم ہوا ہے کہ پولیس نے بہت سے کاغذات اپنے قبضہ میں کر لئے ہیں۔

ان لوگوں نے دو تین روز ہوئے۔ بہت شور مچایا تھا کہ ہمارا مکان نذر آتش کر دیا گیا۔ اور سامان جلا دیا گیا ہے۔ لیکن آج تلاشی پر "مباہلہ" کے تمام فائل۔ متعلقہ کاغذات نیز گھر اور دفتر کا تمام سامان اپنی اپنی جگہ پر محفوظ پایا گیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان فتنہ پردازوں نے محفوظ طور پر ایسے حصہ کو جہاں کوئی کام کی چیز نہ تھی۔ پبلک کی ہمدردی حاصل کرنے کے لئے حوالہ آگ کیا۔ اور ان کے علم ہی میں آگ لگی۔ اس طرح پر انہوں نے باوجود ظالم ہونے کے اپنی مظلومیت ظاہر کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ افواہاً سنا گیا ہے کہ بٹالہ میں انہوں نے اپنے لئے چندہ بھی جمع کرایا ہے ؛۔

جماعت احمدیہ فیروز پور کے نئے عہدیدار

بابو محمد عبد اللہ صاحب سکرٹری دعوت و تبلیغ و وصایا۔ نواب الدین صاحب سکرٹری امور عامہ۔ محمد عثمان صاحب سکرٹری مال۔ چراغ دین صاحب سکرٹری اخبارات۔ بابو محمد حسین صاحب نے اپنے خرچ پر اپنی خدمات بیرونی جماعتوں میں برائے وصولی چندہ وغیرہ دورہ کرنے کے لئے پیش کیں۔ خاکسار اللہ بخش جنرل سکرٹری جماعت احمدیہ فیروز پور

انجمن احمدیہ کھرڑہ کے کارکن

جنرل سکرٹری۔ محمد عبد العزیز پٹواری۔ سکرٹری تبلیغ۔ چودھری سردار خان صاحب۔ سکرٹری مال۔ چودھری فضل کریم صاحب۔ سکرٹری تعلیم و تربیت۔ چودھری قادر بخش صاحب۔ نائب سکرٹری تعلیم میاں اسمٰعیل صاحب۔ محاسب۔ چودھری حویلی صاحب۔ نائب محاسب۔ چودھری کھیڑا صاحب۔ (خاکسار عبد العزیز سکرٹری انجمن احمدیہ کھرڑہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۷۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۱ اپریل سنہ ۱۹۳۰ء | جلد ۱۷

جماعت احمدیہ پر ایک لاکھ روپیہ کا بوجھ

جلد سے جلد دُور ہونا چاہیئے

ان دنوں ہندوستان میں جو سیاسی ہلچل مچی ہوئی ہے اس میں ہماری جماعت خواہ اس لحاظ سے کوئی حصہ نہ لے سکے کہ وُہ منزل مقصود تک پہونچنے کے لئے صحیح طریق عمل پیش نہیں کرتی۔ اور خواہ اس لحاظ سے اس میں کسی قسم کا دخل نہ دے سکے۔ کہ ہمارا منتہائے نظر اور ہماری زندگی کا مقصد سیاسی برتری حاصل کرنے کی نسبت بہت بلند و بالا ہے۔ اور ہم اپنی موجودہ حالت میں اسے سرانجام دیتے ہوئے کسی اور طرف بھاری توجہ نہیں دے سکتے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ سیاسی اور ملکی اغراض کی خاطر جو لوگ میدان عمل میں نکل کر جس ایثار اور قربانی سے کام کرنا چاہتے ہیں۔ وہ ہمارے لئے بہت کچھ سبق آموز اور نصیحت خیز ہے۔ اور اس سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ ایک ملک کی سیاسی آزادی کی خاطر اس درجہ تکالیف و مشکلات برداشت کرنے کے لئے جب اس قدر آمادگی ظاہر کی جا رہی ہے۔ تو ہمیں ساری دُنیا کو راہ راست پر لانے اور اپنے خالق کے بندے بنانے کے لئے کیا کرنا چاہیئے :-

---

سکھ قوم ایک حد تک عملی قوم ہے۔ اور اپنے نظام کی عمدگی اور جوش کی فراوانی کی وجہ سے دُوسروں کی نسبت زیادہ باقاعدگی کے ساتھ اپنا طریق عمل تجویز کرتی ہے۔ اس کے باثر روزانہ اخبار "اکالی" نے اپنے ۲۷ مارچ کے پرچہ میں گاندھی جی کی مہم کو کامیاب بنانے کے لئے جو ہدایات جاری کی ہیں۔ وہ اس وقت ہمارے پیش نظر ہیں۔ ان میں سے ایک ہدایت یہ ہے :-

(۱) آٹا اور ایندھن یا تھوڑے کپڑے کے بغیر کوئی ایسا خرچ نہیں ہے۔ جو ہم جنگ کے وقت بند نہیں کر سکتے۔ اگر ضرورت پڑے۔ تو گھی کھانا بالکل بند کر دو۔ یا اس کی جگہ تیل کھاؤ۔ اسی طرح اور ہر قسم کا خرچ کم کیا جا سکتا ہے۔ جوتی کے بغیر بھی گذارہ ہو سکتا ہے۔ اور دال بھاجی کی جگہ نمک مرچ پر گذارہ کیا جا سکتا ہے"

یہ ان لوگوں کی اپنے مقصد اور مدعا کے لئے ضروری اخراجات بہم پہونچانے کی تجاویز ہیں۔ جو اپنے ملک میں اپنی حکومت قائم کرنے کے خواہاں ہیں۔ اور جہاں تک ایثار اور قربانی کا تعلق ہے۔ ایسی تجاویز نہ صرف بہت دلکش ہیں۔ بلکہ اپنے مقصد کے متعلق پورے اخلاص اور فداکاری کا بھی یقین دلاتی ہیں :-

---

ہمارا خیال ہی نہیں۔ بلکہ یقین ہے۔ کہ جماعت احمدیہ جس مقصد کو لے کر کھڑی ہوئی ہے۔ اس میں اسے اس قدر یقین اور اخلاص ہے۔ کہ جس کی مثال کسی اور جگہ نہیں مل سکتی۔ اور وہ اس مقصد میں کامیاب ہونے کیلئے بڑی سے بڑی قربانی کرنے کے لئے تیار بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کیا وُہ وقت آ گیا ہے جبکہ جماعت سے کسی غیر معمولی قربانی کا مطالبہ کیا جائے۔ اور اسے ایثار کے خاص منازل طے کرنے کی دعوت دی جائے ہم اس بات کا فیصلہ نہایت ہی انکسار کے ساتھ سلسلہ کی مشکلات پیش کرتے ہوئے جماعت پر ہی چھوڑتے ہیں :-

---

جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ اپنے ایک حال کے خطبہ میں ارشاد فرما چکے ہیں۔ سلسلہ اس وقت ایک لاکھ روپیہ قرض کے بار کے نیچے دبا ہوا ہے۔ اس سے نہ صرف آگے ترقی کرنے کی قوت کو نقصان پہونچ رہا ہے۔ بلکہ جاری شدہ مہمات میں بھی خلل واقعہ ہو رہا ہے۔ جماعت احمدیہ کا فرض ہے۔ کہ جلد سے جلد اس بار کو دُور کر دے۔ ہمارا خیال ہے۔ اس کے لئے کوئی غیر معمولی قدم اٹھانے کی ضرورت نہیں۔ اگر احمدیہ انجمنیں سلسلہ کا مالی سال ختم ہونے سے پہلے پہلے اپنا بجٹ پورا کر دیں۔ اور کسی قسم کے چندہ کا بقایا اپنے ذمہ نہ رہنے دیں۔ تو ایک کافی رقم مہیا ہو سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے جماعتوں کو اپنے اپنے بجٹ پورے کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ لیکن اگر حضور توجہ نہ بھی دلاتے۔ تو بھی تسلیم شدہ بلکہ تجویز کردہ بجٹ کا پورا کرنا ہر جماعت کا فرض ہے۔ اس لئے اس میں قطعاً کسی قسم کا تساہل نہ ہونا چاہیئے :-

---

اگرچہ سلسلہ پر ایک لاکھ روپیہ کا بار معمولی نہیں۔ بلکہ غیر معمولی حالات میں پڑا ہے۔ لیکن پھر بھی یہ ایسے حالات نہیں ہیں جن کی وجہ سے ہمیں اپنے اوپر کوئی غیر معمولی پابندی عائد کرنے کی ضرورت ہو۔ ہمیں مکمل کامیابی کے لئے بڑا لمبا اور کٹھن رستہ طے کرنا ہے۔ اور اس کے لئے بڑی بڑی قربانیوں کی ضرورت ہے۔ اس لئے ہمیں عام حالات میں معمولی رفتار کو ہی ذرا زیادہ تیز کر دینا چاہیئے۔ اور پیش آمدہ مشکلات پر جھٹ پٹ غالب آنے کی کوشش کرنی چاہیئے :-

---

کامل آزادی حاصل کرنے والوں نے جو تجاویز پیش کی ہیں۔ معلوم نہیں۔ ان پر عمل پیرا ہونے کی نوبت آتی ہے یا نہیں۔ اور اگر آتی ہے۔ تو سوراجیہ اور مکمل آزادی کے خوش کُن خواب دیکھنے والے کہاں تک ان پر پورے اترتے ہیں۔ لیکن خدا تعالےٰ کے فضل اور رحم سے ہمیں پورا پورا یقین ہے۔ کہ اگر کوئی ایسا وقت آیا۔ جب ہماری جماعت کو غیر معمولی قربانیوں کی ضرورت پیش آئی۔ اور خدا تعالےٰ نے جسے ہمارا راہ نما بنایا ہے۔ اس نے ہمارے خاص ایثار کی ضرورت محسوس کی۔ تو ہمارا چھوٹا بڑا۔ بوڑھا۔ جوان۔ مرد و عورت سب اسے اپنی خوش قسمتی سمجھیں گے۔ اور جو کچھ وُہ کر سکیں گے۔ اس سے قطعاً دریغ نہ کریں گے انشاء اللہ۔ لیکن جب تک ایسا موقعہ نہیں آتا۔ ہمیں اپنے اوپر کوئی خاص پابندی عائد کئے بغیر اپنے فرائض ادا کرتے رہنا چاہیئے۔ اور اس میں قطعاً سستی نہ ہونی چاہیئے۔ اگر تمام جماعتوں کے کارکن اصحاب توجہ فرمائیں اور احمدی اصحاب اپنی اپنی ذمہ داری محسوس کریں۔ تو اس بار کا اُتر جانا کوئی بڑی بات نہیں۔ خدا تعالےٰ توفیق دے :-

یورپ میں مذہب کی طرف میلان

ہندوستان میں بعض عاقبت نااندیش اور ناتجربہ کار نوجوان تہذیب کا کمال اسی میں سمجھتے ہیں۔ کہ مذہب سے بیزاری کا اظہار کریں۔ اور بعض تو اس مرض میں یہاں تک ترقی کر گئے ہیں۔ کہ انہوں نے مذہب کے خلاف نفرت پھیلانے کے لئے باقاعدہ مجالس قائم کرنی شروع کر دی ہیں۔ وہ اتنا نہیں سمجھتے کہ مذہب سکے معنے راستہ کے ہیں۔ اور کوئی عقلمند انسان سفر دنیا میں صحیح راستہ اختیار کئے بغیر منزل مقصود پر پہونچ جانے کا خیال نہیں کر سکتا۔ لیکن عین اس وقت جبکہ یورپین تہذیب کے شیدائی ہندوستان میں مذہب کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے کی تیاریوں میں معروف ہیں۔ خود اہل یورپ تمام اطراف سے ہر پھر کر اور مدتوں ادھر اُدھر بھٹکتے رہنے کے بعد مذہب کی طرف لوٹ رہے ہیں۔ اور دنیا پر واضح کر رہے ہیں۔ کہ خواہ وہ علم و تہذیب میں کس قدر ترقی کر جائے۔ یہ ناممکن ہے کہ مذہب کو فراموش کر سکے۔

ایک ایسی سوسائٹی کا ذکر جو یورپ کے بڑے بڑے معززین پر مشتمل ہے۔ اور جو اس مقصد کو لے کر اٹھی ہے۔ کہ مذہب کے ذریعہ بین الاقوامی اتحاد پیدا کیا جائے۔ "الفضل" ۱۷- مارچ میں کیا گیا تھا۔ اب اسی طرز کی ایک اور سوسائٹی کی اطلاع انگریزی اخبار پائنیر (۲۰- مارچ) کے ذریعہ موصول ہوئی ہے۔ اخبار مذکور لکھتا ہے۔ ایک جلسہ میں جو کیکسٹن ہال ویسٹ منسٹر میں سر ڈینسن راس کی صدارت میں منعقد ہوا۔ یہ قرار پایا۔ کہ مذہب کے مطالعہ کے لئے ایک سوسائٹی قائم کی جائے۔ سر موصوف نے وضاحت سے بتایا کہ اس خیال کی ابتداء اس وقت ہوئی۔ جب ۱۹۲۴ء میں برٹش ایمپائر کے جملہ زندہ مذاہب کی ایک کانفرنس برٹش ایمپائر ایگزیبیشن کے موقعہ پر امپیریل انسٹی ٹیوٹ میں منعقد ہوئی تھی۔ اس وقت یہ محسوس کیا گیا تھا۔ کہ اس قسم کی ایک سوسائٹی ضرور ہونی چاہیئے۔ جو علم الادیان کا وسیع مطالعہ کرے۔ اور اپنے مطالعہ کے نتائج سے عام لوگوں کو آگاہ کرے۔ اس سوسائٹی کا مقصد کسی نئے مذہب کی بنیاد رکھنا یا کسی خاص مذہب کی تائید کرنا یا اسے معرض بحث میں لانا نہیں۔ سر فرانسس ینگ ہسبینڈ نے کہا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ برطانیہ میں اپنے مذہب کی نسبت دوسرے مذاہب سے دلچسپی بہت بڑھی ہوئی ہے۔ برٹش ایمپائر میں عیسائیوں سے زیادہ مسلمان آباد ہیں۔ اور مسلمانوں سے قریباً دوگنا ہندو ہیں۔ لنڈن برٹش ایمپائر کا مرکز ہے۔ اس لئے یہاں رہنے والوں کا فرض ہے۔ کہ اپنے جیسی دوسری برطانوی رعیت کے مذاہب کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ یہ نئی سوسائٹی علم الادیان کے مطالعہ کے لئے ان کو ایسی ہی سہولتیں بہم پہونچائے گی۔ جیسی دیگر سوسائٹیاں علم طبقات الارض۔ جیوگرافی۔ اور علم الابدان وغیرہ کے متعلق پہونچا رہی ہیں۔

ان الفاظ سے جو برطانیہ کے دو مشہور افراد کے منہ سے نکلے ہیں۔ یہ امر پوری طرح واضح ہے۔ کہ برطانیہ میں نہ صرف مذہب کے مطالعہ کا شوق پیدا ہو رہا ہے۔ بلکہ وہ عیسائیت سے بھی بیزار ہوتا جا رہا ہے۔ اور انشاء اللہ العزیز ہمیں یقین کامل ہے۔ کہ اسلام ہی اس کے اطمینان کا موجب ہو گا۔

ہم خدا تعالےٰ کے فضل اور اس کی ذرہ نوازی کا اعتراف کرتے ہوئے یہ کہہ دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ لنڈن میں اس قسم کی سوسائٹی کے قیام میں احمدیہ مشن لنڈن اور خاص کر حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کے ۱۹۲۴ء میں مذاہب عالم کی کانفرنس میں تشریف لے جانے کا بہت بڑا دخل ہے۔ حضور کے لیکچروں۔ اور بیانات نے انگلینڈ کے اعلےٰ اور اہل علم طبقوں میں اسلام کے متعلق بہت شوق پیدا کر دیا ہے۔ اور یہ اسی بات کا نتیجہ ہے۔ کہ وہ اسلامی تعلیم سے نہ صرف خود واقف ہونے کا انتظام کر رہے ہیں۔ بلکہ سارے ملک کے لئے سامان مہیا کرنے کا ارادہ لے کر کھڑے ہوئے ہیں۔

یہ تحریک بفضل خدا اسلام کے لئے بہت مفید ثابت ہو گی کاش مسلمان اس کی اہمیت محسوس کرتے ہوئے انگلستان میں تبلیغ اسلام کی طرف پوری توجہ فرمائیں۔ اور جو لوگ اس کام کے لئے اپنے آپ کو وقف کر چکے ہیں۔ ان کی ہر طرح امداد کریں۔

قلیل التعداد اقوام کے حقوق اور ہنود

گاندھی جی نے اپنی ایک حال کی تقریر میں جہاں یہ کہکر اپنے تدبر اور دُور اندیشی کا ثبوت دیا ہے۔ کہ

"اگر میں وائسرائے ہوتا۔ تو عیسائیوں۔ پارسیوں اور مسلمانوں کو اتنی نشستیں دے دیتا۔ جتنی وہ مانگتے ہیں"

وہاں ہندوؤں کی تنگ نظری اور کوتہ اندیشی کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے کہ

"اس حالت میں ہندو میرا گلا کاٹ دیتے۔" (پرتاپ ۹- مارچ)

جب ہندو قلیل التعداد اقوام کو ان کے مطالبہ کے مطابق نشستیں دینے کے خلاف اس قدر بھرے بیٹھے ہیں۔ کہ گاندھی جی بھی اس وجہ سے ان کے دست تطاول سے بچ نہیں سکتے۔ جنہیں وہ اپنا نجات دہندہ اور سب سے بڑا سیاسی راہنما کہتے ہیں۔ تو کس طرح توقع ہو سکتی ہے۔ کہ وہ مسلمانوں یا دیگر قلیل التعداد اقوام کے حقوق بخوشی تسلیم کر لیں گے حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ گاندھی جی نے وائسرائے بن کر جو سب سے بڑا کارنامہ کرنے کا اعلان کیا ہے۔ وہ اگر واقعہ کی صورت اختیار کر لے۔ تو بھی ہندوؤں کا کچھ نہیں بگڑتا۔ کیونکہ جس قوم کی اکثریت ہے۔ وہی عملی لحاظ سے حکومت کرے گی۔ اگر ہندو تنگ نظری اور تعصب کا شکار نہ ہوں۔ تو قلیل التعداد اقوام کو ہر طرح راضی رکھنے کی کوشش کریں۔ اور بیشمار فوائد خود حاصل کر لیں۔

باہمی ہمدردی کی تحریک

مسلمانوں کی باہمی ہمدردی اور ان کا حسن سلوک دنیا میں بے نظیر تھا۔ لیکن موجودہ زمانہ میں مسلمان جہاں اور اسلامی خصوصیات سے بے بہرہ ہو گئے۔ وہاں یہ جذبہ بھی جو در اصل ترقی و ترفع کی جان تھا۔ ان کے دل سے آہستہ آہستہ محو ہوتا گیا۔ اور وہ ہر جگہ ذلیل و رسوا ہوتے نظر آتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالےٰ کے حکم سے جماعت احمدیہ کی بنیاد چونکہ اس لئے رکھی ہے۔ کہ اسلام کو اس کی اصلی اور حقیقی صورت میں دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ اس لئے جماعت احمدیہ کو دیگر اسلامی خصوصیات کو اپنے اندر پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ باہمی ہمدردی اور حسن سلوک کے جذبہ کو بھی ترقی دینے کی خاص کوشش کرنی چاہیئے۔

گذشتہ جلسہ سالانہ پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی جماعت کو اس طرف خاص طور پر توجہ دلائی تھی۔ کہ احباب ایک دوسرے کے رنج و غم میں شریک ہو کر مصیبت کے وقت ایک دوسرے کی امداد کیا کریں۔ حال میں ایک دوست نے اطلاع دی ہے۔ کہ ملک گل محمد صاحب مشلخواں سب ڈویژنل افسر خوشاب نے حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد کی تعمیل میں نمایاں طور پر ان کو بہت امداد دی۔ اور اس طرح احمدیت کا بہت عمدہ نمونہ پیش کیا۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے۔ سب احباب کرام کو باہمی ہمدردی کی تحریک کو خوب وسعت دینی چاہیئے۔ اور ایک دوسرے کی خیر خواہی اور خیر طلبی میں کوشاں رہنا چاہیئے۔

احمدیہ صنعتی نمائش

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے۔ اس سال مجلس مشاورت کے موقعہ پر صنعتی نمائش کا انتظام بھی کیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ احمدی تاجر اپنے اپنے کارخانہ کی تجارتی اشیاء دوسرے احمدیوں کو دکھائیں اور اس طرح آپس میں خرید و فروخت کے تعلقات قائم کئے جائیں۔ تجارت پیشہ اصحاب کو چاہیئے۔ نمائش کو کامیاب بنانے کی پوری کوشش کریں جو انہی کے فائدہ کے لئے رکھی گئی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

فتنہ انگیزوں کے متعلق گورنمنٹ کی خاموشی

جماعت احمدیہ کے صبر کی آزمائش

ہم نہیں صبر کریں گے جب تک اپنا حق محفوظ نہ کرلیں گے

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۴ اپریل سنہ ۱۹۳۰ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
مجھے اس ہفتہ میں متواتر اور کثرت سے

دوستوں کے خطوط

آتے رہے ہیں۔ آج بھی آئے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ ابھی اور بھی کچھ دنوں تک آئیں گے۔ جو اس امر کے متعلق ہیں۔ کہ وہ شرارتی لوگ جو اپنے خبث باطن کو ایسے رنگ میں ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ جس کی مثال جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے۔ شائد ہی چند سیاہ باطن لوگوں کے سوا کہیں ملتی ہو۔ ان کا علاج کیوں نہیں کیا جاتا بعض خط لکھنے والے دوست

جوش کے اظہار میں

بہت تیز ہیں۔ بعض مجھ پر حیرت کا اظہار کر رہے ہیں۔ کہ میں اس قدر وسعت حوصلہ کس طرح دکھا رہا ہوں۔ جبکہ ہم جو دوسرے مخاطب ہیں۔ اس کی برداشت نہیں کرسکتے پھر بعض ایسے ایسے دوستوں کی طرف سے خطوط آئے ہیں جن کی طبیعت کی نرمی اور جن کے مزاج کی نرمی کو میں انتہائی درجہ کا سمجھتا تھا۔ ان میں سے بعض کے خطوط ایسی پیچ و تکلیف اور ایسے بے محابا اظہار درد پر مشتمل ہیں۔ کہ باوجود دیکھنے کے تعجب سے اظہار ہمدردی کر رہے ہیں۔ لیکن ان کی تکلیف کے خیال سے میری آنکھوں میں آنسو آگئے۔

میں ان دوستوں کو بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ ایسے

بد طینت لوگوں کا منہ

بند کرنے کے دنیوی لحاظ سے دو ہی ذرائع ہیں۔ ایک قانون کے ذریعہ اور دوسرے اسی ذریعہ سے جو انہوں نے اختیار کر رکھا ہے۔ یعنی جس طرح وہ قانون شکنی کر رہے ہیں۔ ہم میں سے بھی بعض قانون شکنی پر آمادہ ہو جائیں۔ اس کے سوا تیسرا کوئی ذریعہ مجھے نظر نہیں آتا۔ اگر ان لوگوں میں شرافت کا کوئی ذرہ بھی ہوتا۔ اور اگر یہ دور کی نسبت سے بھی انسان کہلانے کے مستحق ہوتے۔ تو ایسے افعال ہرگز نہ کرسکتے۔ کیونکہ کوئی شخص جس کی فطرت میں انسانیت کا کوئی کم سے کم شائبہ بھی موجود ہو۔ ایسے

کمینہ جرم کا ارتکاب

کبھی نہیں کرسکتا۔ یہ لوگ انسانیت سے بالکل عاری ہیں۔ اور دنیا کا کوئی شریف النفس انسان ان لوگوں کو بلکہ ان سے تعلق رکھنے والوں اور ان کی پشت و پناہ بننے والوں کو بھی شریف انسان نہیں سمجھ سکتا۔ اس لئے ایسے لوگوں سے یہ امید ہی نہیں کی جاسکتی کہ اگر ان کو سمجھایا جائے۔ کہ انسان بنو۔ تو وہ مان جائیں گے۔ انسان وہی بن سکتا ہے۔ جس کے اندر انسان بننے کی طاقت ہو۔ ہم انسان کو یہ بات کہہ سکتے ہیں۔ کہ عالم بنو۔ لیکن ایک بھینس یا گھوڑے یا گتے سے ایسی توقع فضول ہے۔ انسان سے ہی یہ امید کی جاسکتی ہے۔ کہ وہ ترقی کرے۔ لیکن یہ

انسانیت کے دائرہ سے خارج

ہو چکے ہیں۔ اس لئے ان کو سمجھانے سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا اور میں سمجھتا ہوں۔ یہ طریق کسی کے ذہن میں بھی نہ ہوگا۔ باقی دو طریق رہ جاتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ایسے ہی طریق سے ان لوگوں کو سیدھا کیا جائے۔ جو ایسے گندہ اور خبیث الفطرت لوگوں کا علاج ہے۔ اور دوسرا ذریعہ قانونی کارروائی کرنا ہے۔

قانونی پہلو کے متعلق

میں اپنی پوزیشن واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ گورنمنٹ کے قانون میں بعض ایسی دفعات موجود ہیں جن کے ماتحت ان لوگوں کے خلاف جو کسی جماعت کے مذہبی لیڈر کی ہتک کریں۔ اور اس طرح اس جماعت کے ممبروں کو اشتعال دلائیں۔ گورنمنٹ خود قانونی کارروائی کرسکتی ہے مجھے بتایا گیا ہے۔ واللہ اعلم کہاں تک سچ ہے۔ کہ

بوہرہ کمیونٹی کے لیڈر

کی ہتک کرنے والوں کے خلاف ایک مقدمہ ہوا تھا۔ اور آخر تک تمام عدالتوں نے تسلیم کیا۔ کہ یہ مقدمہ اس دفعہ کے ماتحت آتا ہے بوہرہ کمیونٹی تعداد کے لحاظ سے۔ سیاسی عظمت کے لحاظ سے پھیلاؤ کے لحاظ۔ گورنمنٹ کی خدمات کے لحاظ سے۔ ہماری جماعت کے مقابلہ میں کچھ حیثیت نہیں رکھتی۔ پھر بڑھنے کی طاقت اور قوت کے لحاظ سے تو وہ ہم سے بہت کم ہے۔ کیونکہ وہ ایک قومی مذہب ہے۔ جس میں نئے لوگ شامل نہیں ہو سکتے۔ پس اگر یہ صحیح ہے۔ کہ گورنمنٹ نے اس موقعہ پر مقدمہ چلایا تھا۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ جماعت احمدیہ کے لئے گورنمنٹ ایسا نہ کرسکے۔ جبکہ اس کے افراد یقینی طور پر جانتے ہیں۔ کہ یہ سب کچھ

محض فتنہ انگیزی کے لئے

کیا جا رہا ہے۔ اور وہ اس فتنہ کی حقیقت سے ذاتی طور پر واقف ہیں اب میں یا کوئی اور خلیفہ اگر ایک دفعہ عدالت میں چلا گیا۔ تو ہمیشہ کے لئے قوم کا یہ حق مارا جائیگا۔ یہ خیال غلط ہے۔ کہ یہی لوگ ہمارے دشمن ہیں۔ اور جب یہ فنا ہو جائینگے۔ تو مخالفت بھی مٹ جائیگی۔ کیونکہ جب تک ہم تبلیغ کریں گے۔ اور دوسروں کو کھاتے جائیں گے۔ یا جب تک تربیت کا کام اپنے ہاتھ میں رکھیں گے۔ ہمارے

اندرونی اور بیرونی دشمن

پیدا ہوتے رہیں گے۔ جب تک ہم لوگوں کے گھروں پر روحانی چھاپے مارتے رہیں گے۔ اور ان کے آدمیوں کو اپنے ساتھ ملاتے رہیں گے۔ اس وقت تک ہندو، سکھ، عیسائی، پارسی یہودی، غیر احمدی، غرضیکہ دنیا کی ساری قوموں میں سے جوشیلے اور اپنے نفس کو قابو میں نہ رکھ سکنے والے لوگ ہمارے دشمن بنیں گے اور ایسے حالات کے پیدا ہونے کا احتمال ہمیشہ باقی رہے گا۔

تعدد ازدواج کے متعلق قانون بنوانے کی کوشش

ریاست کپورتھلہ کی اسمبلی کے ایک مسلمان ممبر چودہری عبدالعزیز صاحب نے "قانون انضباط تعدد ازدواج" کے نام سے ایک مسودہ پیش کرنا چاہا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے۔ کہ اگر کوئی شخص ایک بیوی رکھتا ہوا دوسری عورت سے شادی کرنا چاہے۔ تو اسے مجسٹریٹ علاقہ کی عدالت میں درخواست کرنی چاہیئے۔ جس میں سائل کی عمر۔ ذریعہ آمدنی۔ مقدار آمدنی۔ دوسری شادی کی ضرورت کے وجوہات درج ہوں۔ اور مجسٹریٹ پہلی بیوی اور اس کے متعلقین کے بیان لینے کے بعد فیصلہ دے۔ کہ دوسری شادی کی اجازت ہونی چاہیئے۔ یا نہیں ؛

چونکہ مسلمان کہلانے والے عام طور پر ان ہدایات اور احکامات کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ جو ایک سے زیادہ بیویوں کی ذمہ واری اٹھانے والوں کے متعلق اسلام نے نافذ کئے ہیں۔ اور اپنی خواہشات نفسانی کے غلام ہو کر جہاں عورتوں پر بے حد مظالم روا رکھتے ہیں۔ وہاں اسلام کے لئے بھی سخت بدنامی کا موجب ہو رہے ہیں۔ اور غیر مذاہب والوں کو اسلام کی بہترین تعلیم پر زبان طعن دراز کرنے کا موقعہ دے رہے ہیں۔ اس لئے نہایت ضروری ہے کہ ایسے لوگوں کی روک تھام کا کوئی انتظام ہو۔ اور انہیں بے کس طبقۂ نسوان پر مظالم کرنے سے روکا جائے۔ لیکن اس کے لئے کوئی ایسا قانون تجویز کرنا جس کی وجہ سے غیر مسلم اور اسلامی تعلیم سے ناواقف حکام کو تعدد ازدواج کے معاملہ میں دست اندازی کا موقعہ ملے۔ کسی طرح بھی قابل تسلیم نہیں۔ کیونکہ اس طرح مسلمانوں کے لئے بہت ہی الجھنیں اور مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں ؛

اس بارے میں انتظام یہ ہونا چاہیئے۔ کہ ہر فرقہ کے مسلمان اس امر کا تصفیہ کرانے کے لئے کہ ان میں سے کسی کو دوسری شادی کرنے کی حقیقی ضرورت ہے۔ یا نہیں۔ خود اپنے میں سے اسلامی احکام سے واقف اصحاب کی کمیٹی مقرر کریں اور حکومت سے اس کے فیصلے قابل نفاذ تسلیم کرا لیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کو اس کے لئے کسی قانونی امداد کی ضرورت نہیں۔ وہ خود اس قدر داخلی تنظیم رکھتی ہے۔ کہ اگر تعدد ازدواج کے متعلق ضروری احتیاط سے کام لینے کے لئے کوئی انتظام کرے۔ تو ہر احمدی اس کی پابندی اپنے لئے فرض سمجھے گا ؛

اشارات

ایک گذشتہ مضمون میں کلام الٰہی کے حوالجات کی بنا پر بیان کیا گیا تھا۔ کہ قرآن کریم کے حقائق و معارف صرف پاک اور متقی لوگوں پر ہی منکشف ہوتے ہیں۔ اور جس انسان پر علوم قرآن کے دروازے سب سے زیادہ کھلیں۔ وہ سب سے بڑھ کر متقی۔ خدا رسیدہ اور پاکباز ہوتا ہے ؛

یہ بات مثال کے ذریعہ واضح کرنے کے لئے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس چیلنج کا ذکر کیا گیا تھا۔ جو آپ کی طرف سے متعدد بار شائع ہو چکا ہے۔ اور جس میں آپ نے مدعیان علم دین۔ اور حامیین شرع متین کو دعوت دے رکھی ہے۔ کہ وہ قرآن مجید کے کسی حصہ کی مقابلۃً تفسیر لکھیں۔ تا دنیا دیکھ لے۔ کہ روحانی علوم کے دروازے آپ پر کھلتے ہیں۔ یا آپ کا مقابلہ کرنے والوں پر ؛

اس پر چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ علماء جن کی جگہ جگہ جمعیتیں بنی ہوئی ہیں۔ اور جن کے غول کے غول ہر جگہ پھرتے نظر آتے ہیں۔ ان میں سے کوئی میدان میں نکلتا۔ اور اپنی قرآن دانی کا ثبوت پیش کرتا۔ لیکن ایسا نہ ہوا۔ علماء ذی شان نے اپنی عظمت اور وقار کے خلاف سمجھا۔ کہ قرآن کریم کے حقائق و معارف بیان کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اس لئے وہ تو حسب معمول خاموش رہے۔ البتہ "زمیندار" جو ہر جگہ ٹانگ اڑانا کمال سمجھتا ہے۔ اپنے مشہور عام سوقیانہ انداز میں "مقابلہ کی شرائط" کا مطالبہ کرتا ہوا لکھتا ہے

"کم از کم "زمیندار" کے عملہ کا ہر رکن ان کے مقابلہ کے لئے تیار ہوگا" (زمیندار یکم اپریل)

"زمیندار کے عملہ" کا "علماء" کی بجائے اپنے آپ کو پیش کرنا ثبوت ہے اس بات کا۔ کہ علماء میں سے کوئی اس مقابلہ کے لئے تیار نہیں۔ اور جب "علماء" کی یہ حالت ہے۔ تو "زمیندار کا عملہ" کس شمار و قطار میں ہے۔ جو آج یہاں اور کل وہاں چلتا پھرتا نظر آتا ہے ؛

تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ جب "زمیندار" نے اہلحدیثوں کے "سردار" اور علماء میں سے مشہور مولوی ثناء اللہ صاحب کو یہ ڈانٹ بتائی تھی کہ "وہ سیاست کو اپنی تیغ قلم سے مجروح نہ کریں۔ کیونکہ یہ ان کے بس کی چیز نہیں۔ سیاست اور تدبیر دانی میں دخل دینے سے بہتر بیسیوں مشاغل پڑے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کو اختیار کر لیں" (زمیندار ۱۶- اکتوبر ۱۹۲۹ء)

تو مولوی صاحب نے اس کے جواب میں یہ صورت پیش کی تھی۔ "ہم سیاسیات میں دخل دینا چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ دینیات میں دخل دینا بند کر دیں۔ حتیٰ کہ حدیث قادیان بھی نہ لکھا کریں"۔ ("اہلحدیث" یکم نومبر ۱۹۲۹ء)

اس سے ظاہر ہے۔ جہاں "زمیندار" کے نزدیک مولوی ثناء اللہ صاحب جیسے عالم بھی اس قابل نہیں۔ کہ سیاست میں دخل دیں۔ کیونکہ یہ ان کے بس کی چیز نہیں۔ وہاں مولوی ثناء اللہ صاحب کے نزدیک بھی "زمیندار" کا حق نہیں۔ کہ دینیات میں دخل دے اور خاصکر یہ کہ قادیان کے متعلق کچھ لکھے۔ کیونکہ یہ اس کے بس کی بات نہیں ؛

جب علماء میں سے ایک سرکردہ عالم "زمیندار" کے متعلق یہ فیصلہ دے چکا ہے۔ تو پھر وہ کس منہ سے دینیات چھوڑ دین کی اصل بنیاد میں دخل دینا چاہتا ہے۔ اور وہ بھی قادیان کے مقابلہ میں۔ جس سے مولوی صاحب اسے خاص طور پر منع کر چکے ہیں۔ "زمیندار" کو چاہیئے پہلے علماء سے اجازت حاصل کرے۔ اور ان کی نیابت کی سند لے۔ پھر اپنے عملہ میں سے جسے چاہے۔ پیش کرے ؛

اس قسم کا مقابلہ کوئی بچوں کا کھیل نہیں۔ ایک نہایت اہم امر ہے اسی لحاظ سے اسے سرانجام دینا چاہیئے۔ "زمیندار" میں اگر کچھ ہمت ہو تو ہماری طرف سے کوئی انکار نہیں۔ لیکن یہ اسی صورت میں مفید ہو سکتا ہے جبکہ مسلمان "زمیندار" کو اس کا اہل قرار دیں۔ اگر خود غیر احمدی مسلمان ہی اسے اس قابل نہ سمجھیں۔ کہ اس کے عملہ کو قرآن کریم کے حقائق و معارف سے کوئی مس ہے۔ تو پھر اسے کوئی حق نہیں۔ کہ ایک ایسے انسان کے مقابلہ میں قرآن دانی کے لئے اپنے عملہ کو پیش کرے۔ جس کے قرآنی نکات اور معارف کا اعتراف کرنیوالے لاکھوں انسان دنیا کے ہر حصہ میں موجود ہیں ؛

ہاں اگر "زمیندار" چاہے۔ تو حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کے خدام میں سے کوئی ادنیٰ ترین خادم اس کے ساتھ مقابلہ کے لئے پیش کیا جا سکتا ہے۔ زمیندار اپنے عملہ میں سے جسے چاہے۔ پیش کر دے خواہ وہ "رفیق ظفر علی" ہی کیوں نہ ہو۔ کیا "زمیندار" اس کے لئے تیار ہوگا؟

اس لئے اگر میں آج عدالت میں نالش کر دُوں۔ تو کل اگر ایسی ہی صُورت پھر پیش آئے۔ تو کہا جائے گا۔ کہ یہ کوئی خاص بات نہیں تمہارا ایک خلیفہ عدالت میں جا چکا ہے۔ اس لئے اب بھی خود دعوےٰ کرو۔ اور جماعت کا یہ حق ہمیشہ کے لئے مارا جائے گا۔ درحقیقت

گورنمنٹ کی خاموشی

احمدی جماعت کے صبر کی آزمائش ہے۔ اور وُہ دیکھ رہی ہے۔ کہ احمدیہ جماعت اپنا یہ حق چھوڑتی ہے۔ یا لیکر رہتی ہے۔ پس یہ سوال ایک فرد کا سوال نہیں۔ بلکہ جماعت کی عزت اور خلافت کے درجہ کے وقار کا سوال ہے۔ پس یا تو جماعت اپنے اس حق کو چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے اس تذلیل پر خوش ہو جائے۔ یا پھر تیار ہو جائے۔ کہ خواہ کوئی قربانی کرنی پڑے۔ اس حق کو لے کر رہے گی۔

اگر گورنمنٹ اس موقعہ پر خاموش رہے گی۔ تو ہم مجبور ہونگے۔ کہ یہ سمجھ لیں۔ کہ چونکہ ایسے مواقع پر لوگ تلوار بھی اٹھا لیتے ہیں۔ آغا خانیوں میں سے بعض لوگ باغی ہو گئے۔ تو سخت خونریزی ہُوئی۔ باغیوں کو جان سے مار دیا جاتا۔ اور ہر مرنے والے کے سینہ سے ایک خط ملتا جس پر لکھا ہوتا کہ یہ ہے

بغاوت کا نتیجہ

اسی طرح بوہروں میں بھی فسادات ہوئے۔ اگر گورنمنٹ یہاں بھی ایسے ہی نظاروں کا انتظار کرتی ہے۔ تو یہ اس کی

سخت سیاسی غلطی

ہو گی۔ گورنمنٹ کی مضبوطی اس میں ہے۔ کہ وُہ قانون کا ادب کرنے والوں کی حفاظت کرے۔ اور اُسے توڑنے والوں کا مقابلہ کرے۔ ورنہ وہ حکام برطانیہ جو ایسے موقعوں پر فساد کے منتظر رہیں گے۔ وُہ اس

جاپانی کی تصدیق

کریں گے۔ جس نے چند سال ہُوئے ایک مضمون لکھا تھا۔ کہ جب ہم لوگ یورپ کے دوسرے ممالک میں گئے۔ اور لوگوں نے ہمارے حالات دیکھے۔ تو سب قومیں کہنے لگیں۔ یہ لوگ غیر مہذب ہیں۔ ہم نے خیال کیا معلوم نہیں کونسی چیز ہے۔ جو ہمیں غیر مہذب بناتی ہے۔ ہم نے سمجھا شائد ہمارے لباس میں صفائی نہیں۔ اس لئے اپنا لباس تبدیل کیا۔ اور ویسا ہی شائستہ بنایا۔ جیسا یورپ کی دوسری اقوام کا تھا لیکن پھر بھی ہمیں غیر مہذب ہی سمجھا گیا۔ پھر ہم نے خیال کیا۔ شائد تہذیب تعلیم کا نام ہے۔ اور ہم نے ملک کے اندر تعلیم جاری کی۔ لیکن اس پر بھی یورپین لوگوں نے ناک بھوں چڑھا کر یہی کہا۔ جاپانی غیر مہذب ہیں پھر ہم نے خیال کیا۔ شائد صنعت وحرفت میں ترقی کرنے سے ہم مہذب کہلا سکیں۔ اس لئے اس پہلو سے بھی ہم نے خُوب ترقی کی۔ لیکن اس پر بھی یورپین اقوام ہمیں غیر مہذب ہی کہتی رہیں۔ پھر ہم نے سوچا شائد تجارت کی ترقی سے ہم مہذب بن سکیں گے۔ اس لئے تجارت کی طرف توجہ کی۔ اور اس پہلو میں بھی وُہ ترقی کی۔ کہ یورپین اقوام کو ان کی منڈیوں میں جا کر شکست دی۔ لیکن پھر بھی ہم مہذب نہ کہلا سکے۔ پھر ہم نے سوچا شائد فوجوں کی درستی اور جہازوں کی تعمیر سے ہم مہذب بن سکیںگے۔ اس لئے ہم نے فوجوں کو اچھی طرح ترتیب دیا۔ اور کئی ایک جنگی اور تجارتی جہاز تعمیر کئے۔ لیکن یورپ والوں نے پھر بھی انکار کا سر ہلا دیا۔ آخر ہم نے ایک موقعہ پر روس سے جنگ کی۔ ہم تلواریں کر اُٹھے۔ اور

منچوریا کے میدان میں

ایک لاکھ سفید چمڑے والے روسیوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ تب ہر طرف سے شور بلند ہُوا۔ اور چاروں طرف سے تاریں چھپنے لگیں۔ کہ جاپانی بُہت مہذب ہیں۔ ہم تو برطانیہ کو اس سے بالا سمجھتے ہیں۔ کہ اس کے نزدیک تہذیب اسی کا نام ہو۔ لیکن اگر اس نے اپنے رویہ سے یہی ثابت کیا۔ تو یہ بات ہماری آنکھیں کھولنے والی ثابت ہو گی۔ ہم برطانیہ کو اس لئے اچھا خیال کرتے ہیں۔ کہ ہم اسے دوسری قوموں سے زیادہ مہذب۔ زیادہ انصاف پسند اور مظلوم کا حامی سمجھتے ہیں۔ لیکن دُنیا کے تختہ پر کونسی ایسی خبیث طاقت ہو سکتی ہے۔ جو

عورتوں کے ننگ وناموس پر حملہ

کرنے والوں کو مظلوم سمجھے۔ اور اگر حکومت ان لوگوں کو مظلوم سمجھتی ہے تو وُہ کبھی شریف کہلانے کی مستحق نہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہُوں۔

برطانوی حکومت میں شرافت

ضرور موجود ہے۔ وہ صرف ہمارے ملک کے ان چھوٹے افسروں کی وجہ سے بدنام ہو رہی ہے۔ جنہیں اس نے تو انتظام کے لئے مقرر کر رکھا ہے۔ لیکن وُہ اپنے فائدہ کو مدنظر رکھتے ہیں۔ حکومت کے فائدہ کا انہیں کوئی خیال نہیں ہوتا۔ وہ حکومت کے دست وبازو نہیں بلکہ

غدّار اور مفسد

ہیں۔

ہماری جماعت کا فرض ہے۔ کہ اگر وُہ عزت کی زندگی بسر کرنے کی خواہاں ہے۔ تو ایسا طریق اختیار کرے۔ جس سے حکومت پر ظاہر ہو جائے۔ کہ وُہ اس عزت کی مستحق ہے۔ اور صبر نہ کرے۔ جب تک اپنا یہ حق نہ لے۔ ورنہ قانونی طور پر تو ان ناپاک لوگوں کو سزا دلوانا کچھ مشکل امر نہیں۔ بعض نادان

قانون سے جہالت

کی وجہ سے شاید یہ خیال کرتے ہونگے کہ دعوے اس لئے نہیں کیا جاتا۔ کہ باتیں سچی ہیں۔ حالانکہ فوجداری مقدمات میں تو کوئی کسی امر کو سچا ثابت کر دے تو بھی سزا ہو جاتی ہے۔ وہاں تو واقعہ کے سچے یا جھوٹے ہونے کا سوال ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ صرف یہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ ہتک عزت ہوُئی یا نہیں مجھے تو ان دوستوں پر تعجب آتا ہے۔ جو مجھے کہتے ہیں۔ آپ کیوں کوئی کارروائی نہیں کرتے۔ حالانکہ یہ ان کا کام تھا۔ نہ کہ میرا۔ اور بہتر تھا کہ اس کے متعلق وُہ مجھ سے کچھ نہ کہلواتے۔ کیونکہ میں اگر خلافت کی تائید میں کوئی بات کہوں۔ تو یہی سمجھا جائے گا۔ یہ اپنی تائید کرتا ہے۔ بعض باتیں انسان کے اپنے منہ سے اچھی لگتی ہیں۔ اور بعض دوسروں کے مونہہ سے۔ اگر کسی شخص کے ہاں کوئی مہمان آئے۔ اور وُہ انتظار کرے۔ کہ یہ کہے۔ میرے لئے کھانا تیار کراؤ۔ تو میں تیار کراؤں۔ تو یہ کیسی بے ہودہ بات ہو گی۔ مجھے مولوی محمد احسن صاحب مرحوم کی ایک بات ہمیشہ یاد رہتی ہے۔ آپ ایک دوست کے ہاں تشریف لے گئے۔ اس دوست نے دریافت کیا۔ کہ کھانا تیار کرایا جائے۔ آپ اس پر بہت ناراض ہُوئے۔ اور کہا میں اب تمہارا کھانا ہرگز نہیں کھاؤنگا۔ پس یہ باتیں آپ کو خود سمجھنی چاہئیں تھیں۔

اپنی عزت وخودداری

کے لئے جماعت کا اپنا فرض تھا۔ وہ خود اس معاملہ میں ہاتھ ڈالتی میرے منہ سے یہ باتیں بھلی نہیں لگتیں۔ یہ میری ذات کا نہیں۔ بلکہ

خلافت کے وقار کا سوال

تھا۔ پس اس معاملہ میں یہ انتظار کرنا۔ کہ میں بولوں۔ نادانی ہے یہ تو ایسی ہی بات ہے۔ جیسے میں کسی کے ہاں جاؤں۔ اور اسے کہوں میرے لئے کھانا پکاؤ۔ پس یہ سوال

جماعت کی عزت

اور اس کے اپنے احترام کا سوال تھا۔ اور جماعت کا اپنا فرض تھا کہ اسے اپنے ہاتھ میں لیتی۔ ہاں اگر وُہ ان الزامات کو صحیح سمجھتی تھی۔ تو اس کی

دیانت داری کا تقاضا

یہ ہونا چاہیئے تھا۔ کہ مجھ سے علیحدہ ہو جاتی۔ لیکن اگر وہ انہیں جھُوٹ سمجھتی ہے۔ تو پھر یہ اُس کی ہتک تھی۔ میری نہیں تھی۔ اس لئے اس کا کام تھا۔ کہ وُہ بولتی۔ نہ کہ میرا۔ اس معاملہ میں مجھکو لکھنا درست نہیں۔ نپولین کو جب انگریزوں نے قید کر لیا۔ تو اسے اور اس کے ساتھیوں کو کھانے وغیرہ کی تکلیف ہوتی۔ اس کے ساتھی اس کے پاس شکایت کرتے۔ تو وہ کہتا۔ برطانیہ کو لکھو۔ کہ ہمیں کھانا اچھا نہیں دیا جاتا۔ جب ان میں سے کوئی کہتا۔ کہ حضور لکھیں۔ تو زیادہ اثر ہو گا۔ تو اس پر وُہ کہتا۔ کیا تمہیں شرم نہیں آتی۔ کہ فرانس کا بادشاہ انگریزوں کو لکھے۔ مجھے کھانا اچھا نہیں ملتا۔ سو اگر آپ لوگوں کے دلوں میں

خلافت کا ادب اور احترام

ہے۔ اور جماعت کو سوسائٹی میں باوقار بنانا چاہتے ہیں۔ تو اس سوال کو ہر ایک جماعت کو خود اپنے ہاتھ میں لینا چاہیئے۔ اور ہر جائز ذریعہ سے اپنا حق منوانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

ہم نے تو اپنے زمانہ میں خلافت کا ہر ممکن احترام قائم رکھا اور ہماری یہ سب دُشمنی اور عداوت اسی وجہ سے ہے۔ ان لوگوں نے جو آجکل غیر مبایع کہلاتے ہیں۔ بہت زور لگایا کہ مجھے اپنے ساتھ ملالیں لیکن انہیں کامیابی نہ ہوئی۔ اور میں نے ہر موقعہ پر خلافت کے احترام کے لئے مخالفین کا سختی سے سخت مقابلہ کیا۔ بچپن اور لاعلمی کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے وقت میں خلافت کا قائل ہی نہ تھا۔ لیکن جب پہلے خواجہ صاحب نے اور بعد میں حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے سمجھایا۔ تو میں سمجھ گیا۔ اور اس کے بعد ہمیشہ

خلافت کی حمایت

کے لئے مستعد رہا۔ اور کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ میں نے کبھی اسے شعائر اسلامی جیسی عزت نہیں دی۔ اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کی اس وجہ سے مخالفت کی۔ دوستوں سے علیحدگی اختیار کی۔ اگرچہ مجھے انتہائی دکھ دیا گیا۔ اور سخت تکالیف پہونچائی گئیں۔ لیکن میں نے ذرہ بھر پرواہ نہ کی۔ اور ہمیشہ خلافت کی تائید میں کھڑا رہا۔ اگر میری سمجھ میں یہی آتا۔ کہ خلافت ہونی نہیں چاہیے۔ تو میں اس صورت میں بھی منافقت سے کام نہ لیتا۔ اور مولوی صاحب سے صاف کہہ دیتا۔ کہ آج میں آپ سے علیحدہ ہوتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے

منافق کے لئے سخت سزا

رکھی ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار۔ پس اگر آپ لوگ بھی ان باتوں میں ان لوگوں سے متفق تھے۔ تو آپ کا فرض تھا۔ کہ مجھ سے علیحدہ ہو جاتے۔ اور اگر آپ لوگوں کو یقین تھا۔ کہ یہ لوگ شرارت کر رہے ہیں۔ اور سلسلہ کو نقصان پہونچانا چاہتے ہیں۔ تو آپ کا فرض تھا۔ کہ خلافت کی عزت کو قائم رکھنے کے لئے ہر ممکن قربانی سے دریغ نہ کرتے۔ لیکن چونکہ وہ عقلمند ایک

خاص نظام کی پابندی

کرنیکے عادی ہو چکے ہیں۔ اس لئے انہوں نے اس فرق کو نہیں سمجھا گو یہ معاملہ ایسا نہیں تھا جس کے لئے تحریک میری طرف سے ہوتی میں اب بھی یہی سمجھتا ہوں۔ کہ حکومت برطانیہ دوسری حکومتوں سے بہتر ہے۔ حتیٰ کہ جب اخبار میں حکومت برطانیہ پر کوئی حملہ میری نظر سے گذرتا ہے۔ تو حالانکہ میں اس وقت بالکل اکیلا ہوتا ہوں۔ اور میری اس حالت سے کوئی بھی آگاہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن مجھے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں۔ اس کے بعض چھوٹے چھوٹے عہدیدار ایسے ہیں۔ جنہیں حکومت سے ہمدردی نہیں۔ اگرچہ بعض دفعہ بڑے بھی غلطی کر دیتے ہیں۔ اسمبلی اور صوبجاتی کونسلوں کی کارروائی میں بعض اوقات سرکاری افسروں کی ایسی تقریریں اخبارات میں شایع ہوتی ہیں۔ جو قومی غیرت اکسانے والی اور نہایت بیہودہ ہوتی ہیں۔ اور انہیں جھگڑیں کانگریسی لیڈروں کو حق بجانب سمجھتا ہوں۔ کہ وہ جوش میں آگئے۔ مجھے بھی کبھی کبھی

افسروں سے ملنے کا اتفاق

ہوتا ہے۔ اور میں نے یہی اندازہ کیا ہے۔ کہ چھوٹوں میں ادب کم ہوتا ہے۔ اس سے بڑوں میں زیادہ۔ اور علیٰ ہذا القیاس جتنا کوئی افسر بڑا ہوگا۔ اتنا ہی زیادہ ادب و تہذیب میں بڑھا ہوا ہوگا۔ حضرت خلیفہ اول رضہ کے زمانہ میں مجھے ایک

ڈپٹی کمشنر

سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ وہ مجھے دیکھکر کھڑا ہوگیا۔ باتیں بھی کیں۔ لیکن مصافحہ نہ کیا۔ اور ہمارے تمدن کے لحاظ سے یہ معیوب بات ہے

گورنر

سے ملا۔ تو اس کے رویہ میں بہت فرق تھا۔

وائسرائے

سے ملا۔ تو اس سے بھی زیادہ فرق پایا۔ وہ دروازہ تک پہلے لینے آئے۔ اور پھر چھوڑنے بھی۔

وزیر ہند

مسٹر مانٹیگو سے ملا۔ تو انہیں اس سے بھی زیادہ مؤدب پایا۔ انہوں نے ایک ممبر پارلیمنٹ کو کوٹھی کے بیرونی دروازہ پر جو کوئی دو اڑھائی سو گز کے فاصلہ پر تھا بھیجا۔ اور پھر اندرونی دروازہ پر خود آئے۔ غرض جتنا کوئی بڑا افسر ہوتا ہے۔ اتنا ہی زیادہ اس میں شرافت کا احساس ہوتا ہے۔ اور سوائے اس کے کہ کہیں پر قومی غیرت کا سوال ہو۔ انگریز افسر عام طور پر شرافت سے ہی پیش آتے ہیں۔ لیکن معمولی معمولی افسر بجائے اس کے کہ امن کو قائم کریں۔ اپنے تعصبات اور ذاتی فوائد کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ اور میرا یقینی خیال ہے۔ کہ اگر سچائی سے اس امر کی تحقیقات کی جائے۔ تو معلوم ہوگا۔

کانگریس کی آدھی شورش پولیس کی وجہ سے ہے

اگر اس محکمہ کے ادنیٰ افسر شرافت سے کام لیں۔ ظلم نہ کریں۔ رشوت نہ لیں۔ تو کانگریس کی آدھی طاقت ٹوٹ جائے۔ گورنمنٹ کو ایک حد تک اس بات کا علم بھی ہو جاتا ہے۔ لیکن چونکہ وہاں پرسٹیج کا سوال آجاتا ہے۔ اس لئے وہ باوجود محسوس ہو جانیکے زیادہ دخل ان باتوں میں نہیں دیتی۔

ایک دفعہ یہاں ایک واقعہ ہوگیا۔ غیر احمدیوں کا جلسہ تھا۔ اس میں ایک غیر احمدی مولوی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالی دی۔ اس وقت وہاں سے جو

ایک احمدی عورت

گذر رہی تھی۔ جس نے جواب میں پنجابی کی مشہور گالی جو زمیندار عورتیں عام طور پر استعمال کرتی ہیں یعنی واہو سے منہ پھو نار نکال دی۔ اس پر ایک پولیس کنسٹیبل نے اس عورت کو دھمکا دیا۔ اور اس وجہ سے بعض احمدیوں نے اس کنسٹیبل سے مقابلہ کیا۔ بعض دوست میرے پاس یہ شکایت لیکر آئے۔ کہ بعض احمدی اتنے جوشیلے ہیں کہ اتنی سی بات پر کنسٹیبل سے مقابلہ شروع کر دیا۔ مجھے ان پر کوئی غصہ نہیں آیا جنہوں نے مقابلہ کیا تھا۔ بلکہ میں نے کہا۔ انہوں نے بالکل ٹھیک کیا ہے۔ اسے اتنا مارنا چاہیے تھا۔ کہ جب تک وہ اس عورت سے معافی نہ مانگتا۔ چھوڑا نہ جاتا۔ اور میں نے کہا۔ ابھی جاکر مجسٹریٹ سے جو اس موقعہ پر یہاں آیا ہوا تھا۔ اور دوسرے افسروں سے صاف صاف کہہ دو۔ کہ میں اس کنسٹیبل کی حفاظت کا ہرگز ذمہ وار نہیں ہوں۔ اور میں ہر احمدی سے امید رکھتا ہوں۔ کہ وہ اسے نہ چھوڑے۔ جبتک وہ اس عورت سے معافی نہ مانگ لے۔ آخر افسروں نے اس کی پیٹی اتار لی۔ اور اسے فی الفور یہاں سے نکالدیا۔ میں نے اس وقت یہ خیال ہرگز نہ کیا۔ کہ جس کی ہتک کی گئی۔ وہ گاؤں کی ایک معمولی حیثیت کی زمیندار عورت ہے۔ بلکہ اس معاملہ پر بہت سخت نوٹس لیا۔ لیکن یہ میرا اپنا معاملہ ہے۔ اور میں نہیں چاہتا۔ کہ آئندہ زمانہ میں یہ بات کہی جائے۔ کہ میں نے کسی وقت قانون شکنی کو جائز سمجھا۔ یہ تو بڑی بات ہے۔ کہ اس کی تحریک کی۔ میں

اخلاق کی موت

کو بد اخلاقی کی زندگی پر ترجیح دیتا ہوں۔ ہاں اگر کسی اور احمدی عورت کی عزت کا سوال ہوتا۔ تو میں گورنمنٹ کے ایسا پیچھے پڑتا کہ گورنمنٹ مجبور ہو کر توجہ کرتی۔ یاد رکھو۔ کہ قومیں اپنی عزت خود قائم کرایا کرتی ہیں۔ اور اگر آپ لوگ اپنے دماغوں پر خدا ساز دردیں اور تھوڑا سا غور کریں۔ تو ایسے طریق سوچ سکتے ہیں جن پر عمل کرکے قانون کی حدود کے اندر رہتے ہوئے بھی آپ اپنی عزت قائم کر سکتے ہیں۔ اور گورنمنٹ کو مجبور کر سکتے ہیں۔ کہ وہ اس معاملہ میں دخل دے۔ اور کوئی وجہ نہیں۔ کہ نہ دے۔ جب تک کہ اس کے چھوٹے افسر اسے فریب نہ دے رہے ہوں۔ اور دھوکہ میں نہ رکھ رہے ہوں۔

اس کے بعد میں

ایک اور بات

کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ گذشتہ جمعہ میں عین اس وقت جبکہ میں خطبہ پڑھ رہا تھا۔ کسی شریر نے کھڑکی کے پاس کھڑے ہوکر باتیں سننے کی کوشش کی۔ اس پر بعض دوستوں نے اسے روکا۔ اور چلے جانے کو کہا۔ لیکن وہ نہ ہٹا۔ اس پر ایک شخص نے نیچے اتر کر اسے یہاں سے ہٹا دینے کی کوشش کی۔ اور سنا گیا ہے۔ کہ ایک دو اور آدمی بھی نیچے اتر گئے۔ اور کچھ شورش سی ہوگئی۔ اس پر میں نے کہا۔ کہ اپنے آدمیوں کو پکڑ لاؤ۔ اور چونکہ اس متنفس کا یہاں آکر مداخلت بیجا کا ارتکاب کرنا اور خصوصاً اس صورت میں کہ خطبہ میں بھی ابھی لوگوں کی حد سے بڑھی ہوئی دلآزاریوں کا ذکر ہو رہا تھا۔ بہت ہی اشتعال انگیز حرکت تھی۔ اس لئے میں نے بعض دوستوں کو فہمیں دیکر نیچے بھیجا۔ کہ تم نے بالکل ہاتھ نہیں اٹھانا ہوگا۔ اور صرف اپنے آدمیوں کو پکڑ کر لانا ہوگا۔ یہ واقعہ یہاں ہزاروں آدمیوں کی موجودگی میں ہوا۔ لیکن پولیس نے جو کارروائی کی۔ وہ یہ ہے۔ کہ

ہمارے معززین کی ضمانتیں

لے لیں۔ اور ضمانتیں بھی ہزار ہزار روپیہ کی۔ حالانکہ دنیا کے عام قواعد کے لحاظ سے بھی یہ کارروائی سراسر ناجائز تھی۔ جب یہاں تھانہ قائم ہوا۔ تو ہوم سکرٹری صاحب۔ ڈپٹی کمشنر صاحب اور سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس سب نے یہی کہا۔ کہ چونکہ اس علاقہ میں جرائم کی کثرت کے علاوہ مذہب کی وجہ سے بھی بہت جوش ارد گرد کے دیہات میں پھیل گیا ہے اس لئے قادیان کی حفاظت کیلئے بھی تھانہ کا یہاں قیام اشد ضروری ہے۔ مگر مباہلہ میں شایع ہوا ہے۔ کہ احمدیوں کو شرارتوں سے روکنے کیلئے یہاں تھانہ قائم ہوا ہے۔ اس کی ذمہ واری بھی

مقامی پولیس

پر عاید ہوتی ہے۔ میں ہوم سکرٹری صاحب اور ڈپٹی کمشنر صاحب اور سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس سے واقف ہوں۔ اور جانتا ہوں۔ کہ یہ نہایت اچھے آدمی ہیں۔ اور میں ایک منٹ کیلئے بھی خیال نہیں کر سکتا۔ کہ انہوں نے پولیس والوں کو اندر سے کچھ اور کہا ہو۔ لیکن اس طرح مستریوں کا مباہلہ میں غلط بیان شایع کرنا ظاہر کرتا ہے۔ کہ مقامی پولیس کے بعض افسروں نے ان کو دھوکا دیا ہے۔ اور انکے سامنے جھوٹ بولا ہے۔ اگر یہ قیاس درست ہے۔ تو کس قدر افسوس کا مقام ہے۔ کہ جس پولیس کو افسروں نے اس لئے مقرر کیا تھا۔ کہ جرائم کی روک تھام کے علاوہ وہ احمدیوں کی حفاظت کرے۔ اس کے بعض افسر نہایت معندانہ طریق پر احمدیوں کے خلاف کارروائی کر رہے ہیں۔ یہ بات کبھی چھپی نہیں رہیگی اور ان

افسروں کی ناجائز کارروائیاں

آخر ظاہر ہو کر رہینگی۔ یہ سخت نادانی ہے۔ کہ پولیس کے بعض افسر یہ سمجھتے ہیں۔ وہ حاکم ہیں۔ وہ ہرگز حاکم نہیں۔ بلکہ ہمارے خادم اور نوکر ہیں اور انہیں خادم اور نوکر ہو کر ہی رہنا پڑیگا۔ احمدی بے شک وفادار ہیں۔ لیکن وہ آزاد ہیں۔ اور اگر ان میں آزادی کی یہ روح نہ ہوتی تو وہ کبھی گورنمنٹ کے لئے اتنی قربانیاں نہ کر سکتے۔ کیونکہ جو شخص آزاد نہ ہو۔ وہ بزدل ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جہاں پولیس بھی بھاگ گئی۔ وہاں بھی

احمدیوں نے انگریزوں سے وفاداری کا ثبوت دیا

گوجرانوالہ کے سٹیشن پر جب تمام پولیس میدان چھوڑ کر بھاگ چکی تھی۔ ایک احمدی لڑکے نے ایک انگریز افسر کی جان بچائی۔ اسی طرح ان ایام میں جب خود پولیس کے اوسان خطا ہو چکے تھے ایک احمدی یعنی حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی نے کانگریس کے سٹیج پر کھڑے ہو کر حکومت کی حمایت میں تقریر کی۔ اور لوگوں کو کہا۔ کہ تمہارے گھروں میں تو کھانے کو موجود ہے۔ اس لئے تمہیں کوئی فکر نہیں۔ لیکن ان بیواؤں اور مفلوک الحال لوگوں کا خیال کرو۔ جو مزدوری کر کے وقت کے کھانے کی ضروریات اسی وقت خریدتے ہیں۔ ان کو کس قدر تکلیف ہو رہی ہے۔ اس لئے جاؤ۔ اور ہڑتال کھولدو۔ تا وہ بھوکوں نہ مریں۔ اور اس قدر جرأت اور دلیری کی وجہ صرف یہی تھی۔ کہ احمدیوں میں حریت کی روح ہے۔ ہم اپنی جماعت کو بتاتے ہیں۔ کہ جان و مال کوئی چیز نہیں۔ تمہارے انعامات اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔ اس لئے اس کی خاطر ہر ایک قربانی کرنے سے دریغ نہ کرو۔ پس ایسے افسروں کو یاد رکھنا چاہئیے۔ کہ

احمدی خوشامد ہرگز نہیں کرینگے

اور اگر ایسا کوئی کریگا۔ تو میں اسے سخت سزا دونگا۔ کیونکہ وہ قوم کی ناک کاٹنے والا ہوگا۔ اور نہ ہی احمدی ناجائز فوائد کے حصول میں مدد دینگے۔ بلکہ روک ہونگے۔ اور اگر مجھے پتہ لگ گیا۔ کہ کوئی احمدی ایسا کر رہا ہے۔ تو میں اسے سخت سزا دونگا۔ اس لئے ان باتوں کی امید رکھنے والے پولیس افسر جس قدر جلد ممکن ہو۔ ان امیدوں کو قطع کر دیں۔ ان کی امیدیں ایک دو کو ڈرانے سے حاصل نہیں ہو سکتیں۔ ضمانت کیا چیز ہے۔ اگر کسی کو پھانسی کی سزا بھی دی جائے۔ اور وہ بزدلی دکھائے۔ تو ہم اسے ہرگز منہ نہیں لگائینگے۔ بلکہ میں تو اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھونگا۔ لیکن اگر کسی سے برداشت نہ ہو سکے۔ اور دوسرے کے جوش دلانے پر وہ ضبط نہ کر سکے۔ تو وہ ہرگز جھوٹ نہ بولے۔ اور صاف کہدے۔ کہ میں نے مارا ہے۔ ایسا کرنے والا بیشک ہمارا بھائی ہے۔ اور ہم اسے اپنا عزیز کیا حال سمجھینگے۔ اور اس کا

اعترافِ قصور

ہی اس کے لئے کفارہ ہو جائیگا۔ لیکن اگر کوئی پھانسی سے ڈر کر بھی بزدلی کا اظہار کرتا ہے۔ تو اس سے ہمارا قطعاً کوئی تعلق نہ ہوگا۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ ہر احمدی ایسا ہی ثابت ہوگا۔ اور پولیس افسر دیکھ لینگے۔ کہ ان کے ڈرانے احمدیوں کو ہرگز مرعوب نہیں کر سکتے۔ ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا آئیگا۔ اور اگر ان کے اندر یہ جرأت ہے۔ کہ دس لاکھ احمدیوں کو قید میں ڈال دیں۔ اور اگر وہ سمجھتے ہیں۔ گورنمنٹ اتنی بڑی جماعت کو جو بغیر لالچ اور اغراض کے اس کی وفاداری کر رہی ہے۔ وفاداری کے مقام سے ہٹانا پسند کریگی۔ تو وہ جو چاہیں کر کے دیکھ لیں۔ گورنمنٹ اس وقت خیر خواہوں کی سخت محتاج ہے۔ اور ابھی تھوڑے دنوں میں وہ اور بھی محتاج ہوگی۔ ہم نے ہمیشہ حکومت کی وفاداری کی ہے۔ اور ہمیشہ اس کے شریک حال رہے ہیں۔ اگرچہ ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ

ہمارے ملکی لیڈر

بھی ایک حد تک حق بجانب ہیں۔ اور بعض حقوق اب ہندوستان کو ضرور ملنے چاہئیں۔ اور ان کے لحاظ سے ہم بھی ان لوگوں کے ساتھ ہیں۔ خواہ وہ گاندھی جی ہوں۔ یا نہرو۔ یا ہمارے سلسلہ کا منہ پھٹ دشمن زمیندار ہی کیوں نہ ہو۔ مگر بعض باتوں میں ہم گورنمنٹ کو بھی حق بجانب سمجھتے ہیں۔ اور اس کی تائید کرتے ہیں۔ اور آئندہ بھی کرینگے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بات بھی ہے۔ کہ جب کوئی قوم

اپنی حفاظت کیلئے

کھڑی ہوتی ہے۔ تو اس کو اتنی فرصت نہیں ہوتی۔ کہ دوسرے معاملات میں دخل دے سکے۔ اور اگر ہمیں اپنی حفاظت کیلئے اٹھنا پڑا۔ تو ہم نہ تو حکومت کی کوئی مدد کر سکینگے۔ اور نہ ہی ملک کے سیاسی لیڈروں کی۔ پس اگر پنجاب کی پولیس میں اتنی جرأت ہے۔ کہ وہ اس آگ کو بھڑکا سکے۔ تو اس کی مرضی۔ اس صورت میں میں سمجھتا ہوں۔ گاندھی جی کو کوئی ضرورت نہ ہوگی۔ کہ گورنمنٹ کو کمزور کرنے کیلئے جتھے بناتے پھریں۔ اور والنٹیر بھرتی کریں۔ ان کیلئے اتنا ہی کافی ہے۔ کہ

ہندوستان کی پولیس

کو اپنا کام کرنے دیں۔ کیونکہ جو کچھ وہ کرتی ہے۔ وہ گاندھی جی کی ہی تائید ہے

اور اس قسم کے کئی افسروں کے افعال لوگوں کو گورنمنٹ سے باغی کرنیکے لئے بالکل کافی ثابت ہونگے۔ کیونکہ باغی وہی ہوتا ہے۔ جو تعاون نہ کرے۔ مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ ایک گذشتہ جلسہ میں جو بعض احمدیوں نے تقریریں کی ہیں۔ انہیں پولیس نے عام ریمارک سمجھا ہے۔ حالانکہ وہ عام ریمارک نہ تھے۔ لیکن جو افسر بھی یہ خیال کرتا ہے۔ کہ میرا قصور نہیں ملنے چاہئے۔ کہ اپنے رویہ سے اس کا ثبوت بہم پہونچائے۔ اور شریروں کو سزا دے اور اپنی طاقت استعمال کر کے ناجائز کارروائیاں کرنیوالوں کو گرفت کرے۔ لیکن اگر وہ ایسا نہیں کرتا۔ تو ہم یہ سمجھنے کیلئے مجبور ہیں۔ کہ وہ بھی ان کے ساتھ ہے جیسا اس بات کو تسلیم کیا جا چکا ہے۔ کہ بعض نے غلطی کی ہے۔ تو ضروری ہے کہ غلطی کرنیوالوں کو گرفت کی جائے۔ اب

مقدمہ عدالت میں

جا چکا ہے۔ اور وہاں جو ہوگا۔ دیکھا جائیگا۔ لیکن میں جماعت کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ کسی موقعہ پر بھی بزدلی نہ دکھائے۔ اگر کسی نے کسی کو کچھ کہا ہے تو صاف طور پر اقرار کر لے۔ کہ ہاں میں نے ایسا کیا ہے۔ اور اگر کوئی اس کے پاس آ کر اسے کہے۔ کہ اپنے قصور سے انکار کر دے۔ تو وہ سمجھ لے۔ کہ وہ اسکا دشمن ہے۔ جو اس کی دنیا کے ساتھ اس کی روحانیت کو بھی تباہ کرنا چاہتا ہے۔ اور ایسے شخص کو پکڑ کر میرے پاس لانا چاہئیے۔ اول تو تمہارا فرض یہ ہونا چاہئیے کہ اپنے نفسوں پر قابو رکھو۔ لیکن اگر حد درجہ اشتعال کے وقت کبھی بات ہاتھ سے نکل جائے۔ تو ضروری نہیں۔ کہ انسان ہر سچائی کو ہر ایک کے سامنے بیان کرتا پھرے۔ ہاں اگر بیان کرنا پڑے۔ تو سچائی پر قائم رہو۔ تا دنیا میں بھی عزت ہو۔ اور خدا تعالیٰ کے ہاں بھی۔ جو شخص اپنی غلطی کو جھوٹ سے نہیں چھپاتا۔ وہ قوم کی عزت کا مستحق ہے۔ ایک دفعہ غیر احمدیوں کے جلسے کے موقعہ پر

ہمارا ایک نوجوان

مخالفوں کے اشتعال دلانے پر ان سے لڑ پڑا۔ اگر وہ جھوٹ بولدیتا تو کبھی نہ پکڑا جاتا۔ لیکن میں نے اسے کہا۔ جھوٹ بالکل نہ بولنا چاہئیے۔ چنانچہ اس نے اقرار کر لیا۔ کہ میں نے مارا ہے۔ اور اس وجہ سے ہم بھی اس پر خوش ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی وہ اجر کا مستحق ہو گیا۔

احمدی کسی گورنمنٹ سے ہرگز نہیں ڈرتے۔ وہ محض احمدیت سے ڈرتے ہیں۔ کم از کم میں تو کسی گورنمنٹ کے قانون سے شمہ بھر بھی نہیں ڈرتا صرف اللہ تعالیٰ کے قانون سے ڈرتا ہوں۔ اور حکومت کے قانون کی تعمیل محض اسلئے کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ ورنہ برطانیہ کی شان و شوکت میری نظر میں کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ کیونکہ بہرحال وہ

ایک اجنبی حکومت

ہے مجھے اگر اس سے اخلاص یا ہمدردی ہے۔ تو محض اللہ تعالیٰ کیلئے۔ اور یہی تعلق دیرپا اور قابل قدر ہو سکتا ہے۔ چونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ امن سے رہو۔ اس لئے اگر پولیس کا ایک سپاہی بھی نہ ہو۔ تب بھی ہم کوئی ایسی کارروائی نہیں کرینگے جس سے امن میں خلل ہو۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ کسی بات کے کرنے کا حکم دیتا ہے تو خواہ پولیس کے سپاہی چھوڑ فوجیں بھی بیٹھی ہوں۔ تب بھی پرواہ نہیں کرینگے

مومن

اللہ تعالےٰ کا بندہ

ہوتا ہے۔ اس لئے تم سب اللہ تعالےٰ کے بندے بن جاؤ۔ اور کسی سے ہرگز مت ڈرو۔ دنیا کی زندگی چند روزہ ہے۔ ہمیشہ کے لئے یہاں کوئی نہیں بیٹھ رہے گا۔ ایک مسیح کے متعلق کہا جاتا تھا۔ کہ وہ آجتک زندہ ہے۔ لیکن ہمارے مسیح نے آکر اسے بھی مار دیا۔ اس لئے ایک احمدی کو تو دنیا میں ہمیشہ رہنے کے امکان کا کوئی شبہ بھی نہیں ہو سکتا۔ ہم صرف ایک خدا کے ماننے والے ہیں جس بات کے کرنے کا خدا تعالےٰ کا حکم ہو۔ وہ خواہ فوجیں بھی موجود ہوں۔ ہم کر کے رہینگے۔ لیکن جس سے منع کیا ہو۔ اسے خواہ کوئی بھی دیکھنے والا نہ ہو۔ نہیں کرینگے۔ یہ تعلیم ہے۔ جو میں دیتا ہوں اگر احمدیت کو قبول کیا ہے۔ تو دلیر اور جری بنو۔ مومن کا چہرہ دیکھکر ہی معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ وہ بہادر اور جری ہے۔

بدر کی جنگ

میں کفار بہت زیادہ تھے۔ اور مسلمان بہت کم تھے۔ کفار نے ایک آدمی کو بھیجا۔ کہ جاکر دیکھو۔ مسلمانوں کی تعداد کتنی ہے۔ اس نے ارد گرد گھوڑا دوڑا کر دیکھا۔ اور آکر کہا کہ مسلمانوں کی تعداد تو بہت قلیل ہے۔ لیکن میں تمہیں مشورہ دوں گا۔ کہ ان سے لڑائی مت کرو۔ کفار نے کہا۔ تو بڑا بزدل ہے۔ کہ تھوڑے آدمی دیکھ کر ڈر گیا۔ اس نے کہا کہ بھائیو میں نے وہاں آدمی نہیں دیکھے۔ بلکہ دیکھا ہے۔ کہ ان الطایا تحمل المنایا یعنی اونٹنیوں پر موتیں سوار ہیں۔ میں نے جس چہرہ کو دیکھا ہے۔ وہ گویا موت نظر آتی تھی پس مومن وہی ہے۔ جس کے چہرہ کو دیکھکر مخالف سمجھ لے۔ کہ یہ زمین پر آدمی نہیں۔ بلکہ موت چل رہی ہے اس لئے مومن بنو۔ اور ساتھ ساتھ اپنی اصلاح بھی کرتے رہو۔ اور دعائیں کرتے رہو۔ یہ مت خیال کرو کہ ہم کمزور ہیں۔ ہماری دعائیں نہیں سُنی جائیں گی۔ اگر اس کے بندے ہو۔ تو وہ ضرور سنیگا۔ ہاں جو بندگی سے نکل کر کفر اختیار کرے۔ وہ چونکہ باغی ہو جاتا ہے اس لئے اس کی نہیں سُنی جاتی پس

عبد بن جاؤ

تو اللہ تعالےٰ کی جنت تمہارے ساتھ ہے۔ میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ توفیق دے۔ کہ ہم اسکے پرستار بن سکیں۔ اور کوئی طاقت اپنی ذات میں ہمیں ڈرانے والی نہ ہو۔ ہم جس کا لحاظ کریں۔ اللہ تعالےٰ کے لئے کریں۔ اور جس کی مخالفت کریں۔ وہ بھی اللہ تعالےٰ کے لئے ہی کریں ٭

سنہ ۳۱-۱۹۳۰ء کے بجٹ فارم کے متعلق ضروری امور

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ [illegible] کے خطبہ اور مرکزی خطوط سے جماعتوں کو واضح طور پر معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ اسوقت سلسلہ ایک لاکھ روپیہ کا مقروض ہے۔ خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ہمیں یہ بوجھ اُتارنا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ کہ ہم اس کے سلسلہ کے لئے بیش از بیش قربانیاں کرتے ہوئے اس کی رضا کا مقام حاصل کریں۔ چونکہ وقت تنگ ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمام جماعتوں کو انکے بجٹ چندہ عام سنہ ۳۲-۱۹۳۱ء کی رقوم کا حسابی اندازہ پہلے ہی سے بتا دیا جائے۔ تاکہ بجٹ کے متعلق بعد ازاں خط و کتابت کی ضرورت نہ پڑے۔

(۱) جماعتوں کے معائنوں سے واضح ہو رہا ہے۔ کہ اکثر جماعتوں میں کچھ نہ کچھ بقائے ضرور ہیں۔ اور اس کے علاوہ سب کا چندہ عام باشرح بھی نہیں ہے۔ اور تقریباً ہر ایک جماعت میں ایسے احباب پائے جاتے ہیں۔ جو باوجود اپنی آمدنی معقول رکھنے کے چندہ عام ایک آنہ فی روپیہ یا ۲ سیر فی من کی شرح سے نہیں دیتے۔ بلکہ بعض احباب ایسے بھی معلوم ہوئے ہیں۔ کہ ان کا چندہ کم شرح پر ادا ہوتا ہے۔ حالانکہ باشرح چندہ دینا ان کے واسطے آسان بھی ہوتا ہے۔ پس اس وقت بڑی ضرورت احباب سے چندہ باشرح کرانے کی ہے۔

(۲) چندہ عام کا بجٹ مقرر کرنے میں اس بات کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے۔ کہ گذشتہ تین سال کی آمدنی اور سال رواں کی آمدنی کی اوسط لے کر اس سے سوایا۔ یا جماعت کے خاص حالات کے ماتحت کہیں اس سے بھی کم یا زیادہ رکھا گیا ہے۔

(۳) بعض جماعتوں میں محض اس لئے کہ وصیت کرنے والوں کی تعداد بڑھ گئی ہے۔ چندہ عام کی مجموعی رقم بڑھا دی گئی ہے۔ اور یہ طریق ہے بھی پسندیدہ۔ کہ جہاں شرح سے کم دینے والے دوست اپنے چندہ کو باشرح کریں۔ وہاں پہلے سے باشرح دینے والے دوست بھی وصیت کرنے کے لئے آگے قدم بڑھائیں گو اس تحریک کے ساتھ آیندہ سال کے لئے بجٹ فارم بھیجے جاتے ہیں۔ لیکن یہاں اس بات پر بھی زور دینا نامناسب نہیں ہے۔ کہ اس وقت تک بقایا کے تمام و کمال اسی ماہ میں وصول کر لئے جائیں۔ اور جب تک ایسا نہ ہو۔ خاص خاص دوستوں کو جماعت میں گھر بہ گھر پھرتے رہنا چاہیئے۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے نہایت تاکیدی ہدایت فرمائی ہے۔

غرض تمام امور کو مدنظر رکھکر آپ کا بجٹ چندہ عام (جس میں چندہ ماہواری اور حصہ آمد و چندہ مستورات شامل ہے) سنہ ۳۲-۱۹۳۱ء کیلئے مقرر کیا گیا ہے۔ اس مقررہ بجٹ میں کمی کسی صورت میں نہیں ہونی چاہیئے۔ سوائے اسکے کہ احباب تبدیل ہو گئے ہوں۔ ایسی صورت میں تبدیل ہونیوالے احباب کے پورے پتے دیئے جائیں۔ تاکہ جس جگہ انکی بدلی ہوئی ہے وہاں کی جماعت کو لکھکر انکا بجٹ بڑھایا جائے۔ اور یہ کہ اس جماعت کے تمام احباب باشرح چندہ دیتے ہوں۔ اور کسی کے ذمہ بقایا نہ ہو۔ اور نہ کسی دوست کا نام (خواہ وہ نئے بیعت کرنیوالوں میں ہوں یا پرانے) اس فہرست سے باقی رہ گیا ہو۔ ان حالات میں اگر بجٹ زیادہ معلوم ہو۔ تو جسقدر بجٹ بنتا ہے اسی قدر بھیج دیا جائے۔ لیکن اس کے متعلق پوری تحقیق ہو کہ آمدنیوں کا اندازہ بھی پورا پورا کیا گیا ہے۔ تاکہ کمی کے متعلق غور ہو سکے۔

جماعتوں کو یہ نوٹ بھی کر لینا چاہیئے۔ کہ بجٹ چندہ عام سنہ ۳۲-۱۹۳۱ء میں چندہ خاص و چندہ جلسہ سالانہ شامل نہیں ہے۔ کیونکہ چندہ خاص کی تحریک مجلس مشاورت میں پیش کرنے پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے منظور فرمانیکے بعد ہوگی۔ اور اس طرح سے چندہ جلسہ سالانہ کی تحریک بھی اپنے وقت پر ہوگی پس یہ رقم خالص چندہ عام ہے جس کے پورا کرنے میں چندہ خاص چندہ جلسہ سالانہ وغیرہ کی وجہ سے کسی قسم کا اثر نہیں ہونا چاہیئے پس یہ تفصیل بیان کرنے کے بعد تمام احمدیوں کو اور خصوصاً امیر جماعت یا پریذیڈنٹ اور جنرل سکرٹری کو پابند کیا جاتا ہے۔ کہ اپنے فنانشل سکرٹری کے ساتھ پورا پورا تعاون کرتے ہوئے بجٹ سنہ ۳۳-۱۹۳۲ء پورا کرنے کی سعی بلیغ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ آخر میں تمام عہدہ داران و ذی اثر احباب جماعت سے درخواست ہے۔ کہ اس بجٹ کی خانہ پُری کر کے جلد سے جلد ارسال فرمائیں۔ تاکہ عین مشاورت کے اجلاس میں جماعتوں کے بجٹ بھی پیش ہو جائیں۔ جو دوست کوئی جواب نہ دینگے ان کی نسبت یہ خیال کر لیا جائے گا۔ کہ ان کو مقررہ کردہ رقم منظور ہے ٭ (ناظر بیت المال)

مطالبۂ حلف سے مولوی ثناء اللہ صاحب کا فرار

ہمارا چیلنج

یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ کہ ہماری جماعت کی طرف سے مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہلحدیث کو آج تک متعدد مرتبہ اخبارات و اشتہارات کے ذریعہ چیلنج کیا گیا ہے۔ کہ جب وہ ہمارے سید و مطاع حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انکے دعویٰ ماموریت میں کاذب و مفتری قرار دیتے ہیں۔ اور جبکہ بارہا اپنے قلم سے وہ یہ اعلان کر چکے ہیں۔ کہ

"میں مرزا صاحب کو جھوٹا جانتا ہوں۔ خدا کی طرف سے مامور نہیں جانتا۔ اس کی کوئی پیشگوئی خدائی الہام سے نہیں۔ وہ بڑا کذاب۔ بڑا دجال۔ بڑا بے حیا۔ بڑا فریبی۔ بڑا مکار۔ بڑا ابلہ فریب۔ بڑا غدار۔ بڑا مفتری علی اللہ۔ غرض سب اوصاف قبیحہ میں بڑا ہے۔ اس کو اسلام کیا خدا پر بھی ایمان نہ تھا"

(اہلحدیث ۹ ۲۳ مارچ ۱۹۰۷ء و ۱۲ جون ۱۹۰۸ء و مرقع مارچ و اپریل ۱۹۰۸ء)

تو آؤ ہم اُس خدا کے حضور چلیں۔ جو سینے کے پوشیدہ راز دل سے بھی واقف اور ذوانتقام ہے۔ اور اس کی بارگاہ میں دعا کریں۔ کہ وہ سچّے اور جھوٹے میں کھلا فرق کر دکھائے۔ اور وہ علیم و خبیر ہستی لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا وعید دونوں میں سے جھوٹے فریق پر نازل کر کے اسے دنیا سے تباہ اور برباد کر دے۔

مولوی ثناء اللہ کا فرار

یہ چیلنج کئی مرتبہ نہیں کیا۔ اور نہ صرف چیلنج کیا۔ بلکہ پچاس سو۔ دوسو۔ ہزار۔ بلکہ دس دس ہزار روپے کے گرانقدر انعامات بھی ان کے لئے مقرر کئے۔ مگر دنیا جانتی ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب شوکتِ حق سے مرعوب اور خوف زدہ ہو کر ہمیشہ راہ فرار اختیار کرتے رہے۔ اور انہوں نے کبھی جُرأت نہیں کی۔ کہ اس آسان اور کھلے طریق کو مان کر اپنی زبان سے ہمارے تجویز کردہ الفاظ میں قسم کھائیں۔ کیونکہ وہ جانتے اور یقین رکھتے ہیں۔ کہ خدا سچے کا حامی ہے۔ اگر لعنۃ اللہ علے الکاذبین کا وعید اپنے اوپر نازل ہونے کی بھولے سے بھی خواہش کی۔ تو یقیناً عزرائیل اگلا جہان دکھا دیگا۔ اور ان کا دنیا میں جینا محال ہو جائیگا۔

صداقت کا نشان

ہمارا متواتر چیلنج کرنا۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب کا متواتر فرار اختیار کرنا اس امر کا روشن ثبوت ہے۔ کہ مولوی صاحب کا دل باوجود ہزاروں تاریکیوں میں مبتلا ہونے کے یہ خوب اچھی طرح محسوس کرتا ہے۔ کہ اس خدا کے پہلوان کا مقابلہ کرنا جسے درگاہِ ایزدی سے جری اللہ فی حلل الانبیاء کا خطاب ملا۔ آسان نہیں۔ بلکہ یہ وہ موت کا پیالہ ہے جس کے پینے کے بعد دنیا میں زندہ رہنا محال ہے۔ اور اسی لئے وہ ہمیشہ فرار اختیار کرتے رہے۔ اور کبھی ہماری مجوزہ حلف اٹھانے پر آمادہ نظر نہ آئے۔ مگر ہم "قصۂ ماضی" کو ترک کرتے ہوئے مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہلحدیث کے شرمناک فرار کی ایک تازہ مثال یہاں بیان کرتے ہیں۔

سید عبدالمجید صاحب کا چیلنج

۱۳ ستمبر ۱۹۲۹ء کے "اخبار الفضل" میں سید عبدالمجید صاحب احمدی نے مولوی صاحب کو چیلنج کیا۔ کہ

"اگر آپ حلف مؤکد بعذاب کے ساتھ اپنے اخبار اہلحدیث میں یہ شائع کر دیں۔ کہ میرے ساتھ مرزا صاحب نے یہ مباہلہ کیا تھا۔ کہ صادق کی زندگی میں کاذب ہلاک ہو۔ اور یہ کہ لدھیانہ والا مباحثہ جس کی علّت غائی یہی مباہلہ تھا۔ اس کا فیصلہ جو غیر مسلم ثالث نے کیا تھا۔ وہ ہر طرح غلطی سے مبرّا تھا۔ اگر میں اپنے اس بیان میں کاذب ہوں۔ تو وہ علاّم الغیوب خدا جس کی شان یعلم خائنۃ الاعین وما تخفی الصدور ہے۔ اپنی صفتِ قہاّری کے ماتحت مجھکو اور میرے اہل و عیال کو ایک سال کے اندر ایسے عذاب الیم میں گرفتار کرے جس سے کہ نہ میں خود اور نہ میرے اہل و عیال بلکہ ساری دنیا یہ سمجھ لے۔ کہ بے شک یہ اسی جھوٹے حلف کا بد انجام ہے۔ جو ایک صادق اور راست باز انسان کو کاذب بنانے کے لئے شائع کیا تھا۔ اگر آپ نے میرا پیش کردہ مضمون لفظ بلفظ اپنے اخبار اہلحدیث میں شائع کر دیا۔ اور ساتھ ہی اس مضمون کی نقل جو حروف بحروف آپ کے قلم یعنی ہاتھ سے لکھی ہوئی ہو۔ معہ اس پرچہ اہل حدیث کے جس میں یہ مضمون شائع ہوا ہو۔ میرے پاس بذریعہ رجسٹری بھیج دیا۔ تو میں خدائے وحدہ لاشریک کو حاضر و ناظر جان کر اقرار کرتا ہوں۔ کہ بغیر اسبات کے انتظار کے کہ آپ کے اور آپ کے اہل و عیال پر ایک سال کے اندر عذاب آتا ہے۔ کہ نہیں۔ وہی رقم جو پہلے بینک لدھیانہ میں دی تھی۔ یعنی ایک سو ایک روپیہ دوبارہ بذریعہ منی آرڈر یا ڈرافٹ بے اپیل امپیریل بنک آف انڈیا امرتسر آپ کے نام بھیجدونگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ"

مولوی ثناء اللہ کے نام کھلی چٹھی

یہ مطالبہ ایسا جائز اور ہر دانشمند کے نزدیک درست تھا۔ کہ اہل سنت والجماعت میں سے بھی ایک طالب حق مسمی رحمت علی نے ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۹ء کے اخبار "الفضل" میں مولوی صاحب کے نام ایک کھلی چٹھی اس مضمون کی تحریر کی۔

"اگر آپ کو اس بات پر کامل یقین ہے۔ کہ واقعہ میں مرزا صاحب نے میرے ساتھ مباہلہ کر کے فوت ہوئے اور وہ اپنے دعویٰ میں سچے نہ تھے۔ تو آپ کو سید صاحب کا پیش کردہ مطالبہ پورا کرنے میں کیا عذر ہے۔ آپ بے شک کھلے دل سے اطمینان کے ساتھ اپنے اخبار میں ان کا مطالبہ شائع کر دیں۔ اور انعام جو کہ انہوں نے مقرر کیا ہے۔ حاصل کر لیں۔ تاکہ عام لوگوں کو بھی معلوم ہو جائے۔ اور آپ کی فتح کا ڈنکہ تمام دنیا میں بج جائے۔ امید ہے۔ کہ آپ ضرور اس امر کی طرف متوجہ ہونگے"

اِس کھلی چٹھی کو فرقۂ اہلحدیث منٹگمری کے جلسہ پر جس میں مولوی ثناء اللہ صاحب بھی موجود تھے بصورت اشتہار شائع کیا گیا۔ اور آپ سے مطالبہ کیا گیا۔ کہ اس اشتہار کے مطابق آپ مجوزہ حلف اُٹھا کر مقرر کردہ انعام حاصل کریں۔

مولوی ثناء اللہ کا جواب

مگر افسوس۔ مولوی صاحب نے اس بھرے جلسہ میں ہمارے انعامی چیلنج سے پہلوتہی کرتے ہوئے نہایت بیہودہ اور غیر متعلق جواب دیا۔ اور کہا۔

"میں ان بچوں سے کیسے مباہلہ کروں"

"میرے حلف اُٹھانے کا کیا نتیجہ ہوگا۔ کیا اس سے میں ایک سال کے اندر اندر مر جاؤنگا۔ اگر یہ نتیجہ نہیں۔ تو مباہلہ کرنا اور حلف اُٹھانا محض عبث ہے"

"لو میں حلف بھی اُٹھا لیتا ہوں۔ کہ اگر میں جھوٹا ہوں۔ تو ایک سال کے اندر اندر مر جاؤں"

مولوی صاحب! خدارا ذرا عقل سے کام لیتے ہوئے بتلائیں۔ کیا ہر ایک جھوٹا یا کوئی بھی جھوٹا ایک سال کے اندر اندر ضرور مر جایا کرتا ہے؟ جب نہیں۔

توان غیر مطلوبہ الفاظ میں آپ سے کس نے حلف کا مطالبہ کیا تھا۔ کیا مجوزہ حلف کا مضمون آپ کی آنکھوں کے سامنے موجود نہیں تھا۔ پھر اُس مقرر شدہ مضمون کے مطابق حلف اٹھانے سے آپ کی جان کیوں نکل رہی تھی۔

پس جلسہ منٹگمری میں مولوی صاحب نے سید عبدالمجید صاحب احمدی کے چیلنج اور رحمت علی صاحب (اہلسنت والجماعت) کی دعوت کو مسترد کر دیا۔ اور مجوزہ حلف اُٹھانے سے حسب عادت صریح فرار اختیار کیا۔

مولوی ثناءاللہ کا تقویٰ و دیانت پر حملہ

مگر تعجب اور افسوس ایسا کھلا فرار اختیار کرنے کے باوجود مولوی صاحب نے جہلاء کے سامنے سرخروئی حاصل کرنے کے لئے اہلحدیث ۶ دسمبر میں ایک مضمون بعنوان "چار آنے کے گواہ" لکھکر اپنی ہزیمت کا تمام غیظ و غضب اس طالب حق اور نیک طینت رحمت علی اہل سنت والجماعت پر نکالا جس نے انہیں کھلی چیٹھی لکھکر دعوتِ حلف دی تھی۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

"جن لوگوں کو جھوٹے مقدمات کرنے کی عادت ہے۔ انکو گواہ بھی ایسے مل جاتے ہیں۔ جو چار آنے لیکر ان کے حسب منشاء گواہی دیدیتے ہیں"

"ہمارے احمدی دوست اہلحدیث کے مواخذہ سے تنگ آکر کبھی کبھی چار آنے کے گواہ پیش کیا کرتے ہیں"

"گوہ منصوری ہیں کوئی صاحب عبدالمجید سوداگر ہیں جنہوں نے لدھیانہ کے انعامی مباحثہ میں تین سو کی رقم میں ایک سو روپیہ داخل کیا تھا۔ اب انہوں نے ایک مضمون اخبار الفضل مورخہ ۱۳ ستمبر ۲۹ء میں لکھایا۔ جس پر ہم نے توجہ نہ کی۔ تو کسی چار آنہ کے گواہ نے "اہلسنت والجماعت" بنکر اس مضمون کو بصورتِ اشتہار منٹگمری کے جلسہ میں شائع کیا تھا"

مگر مولوی ثناءاللہ صاحب نے اس طالبِ حق کو "چار آنے کا گواہ" قرار دیکر خطرناک غلطی کی ہے۔ کیونکہ ہمارے نزدیک تو اس طرح گواہی دینا جائز ہی نہیں اور ہم تو ایسے انسان کو نہایت بُرا اور ناپاک سمجھتے ہیں۔ جو رشوت دیکر کسی سے جھوٹی گواہی لکھوائے یا خود کسی کے کہنے پر جھوٹی گواہی دے۔ مگر باوجود اس کے اس سے کسی طرح انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ خود مولوی ثناءاللہ صاحب ایسی گواہی کو بالکل جائز سمجھتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے بمقدمہ کرم الدین ۱۳ر مئی ۱۹۰۴ء بمقام گورداسپور عدالت میں یہ حلفی بیان دیا تھا۔ کہ اگر انسان کسی جائز بدلہ لینے کی غرض سے دروغ۔ دھوکا۔ دغا۔ جعلسازی۔ بہتان۔ نفاق۔ استعمال میں لائے۔ تو وہ کذاب نہیں ہوگا۔ اگر جھوٹ ایک دفعہ بولا ہے۔ اور ہزارہا میں پھیلایا گیا ہے۔ تو وہ کذاب نہیں ہوگا۔ کیونکہ ایک ہی فعل ہے اس میں شدت نہیں آئی"

"زنا کرنے والا ایک قسم کا متقی ہے۔ قرآن کا کوئی حکم بھی توڑنے والا بھی متقی ہو سکتا ہے۔ دروغگو میں اگر اور اوصاف شرعیہ ہیں۔ وہ ایک معنی میں متقی ہو سکتا ہے"

(نقل مصدقہ عدالت مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۰۴ء)

غرض جس شخص کا مذہب یہ ہو۔ کہ قرآن کا حکم توڑنے والا زنا کرنے والا اور جھوٹ بولنے والا بھی زمرۂ اتقیا میں شامل ہے۔ اور "انسان گناہ کبیرہ یعنی چوری۔ زنا۔ اور جھوٹ وغیرہ بول کر بھی متقی رہ سکتا ہے" (اہلحدیث ۱۳ر دسمبر ۱۹۰۷ء) ایسا شخص اگر چار آنے کے گواہ کو بُرا قرار دے۔ تو وہ بہت ہی بے وقوف سمجھا جائیگا۔ جبکہ مولوی ثناءاللہ صاحب کے نزدیک دروغ۔ دھوکا۔ دغا۔ جعلسازی۔ بہتان اور نفاق کا استعمال بالکل جائز ہے۔ تو ایسا بالکل ممکن ہے۔ کہ خود مولوی ثناءاللہ صاحب نے طمع زر میں متعدد مرتبہ جھوٹ بولا ہو۔ اور "چار آنے کا گواہ" بن کر عدالتوں میں خلاف حق شہادتیں دی ہوں۔ غرض اس حلفیہ بیان کی صورت میں ہر دانشمند خود فیصلہ کر سکتا ہے۔ کہ "چار آنے کا گواہ" رحمت علی ہے یا کہ مولوی ثناءاللہ۔

پس اپنے حلفی بیان کے مطابق "چار آنے کا گواہ" خود مولوی ثناءاللہ صاحب ہیں نہ کہ رحمت علی صاحب۔ کیونکہ ایسی گواہی صرف انہی کے نزدیک جائز اور درست ہے۔ اور خود انہی کے نزدیک ایسی گواہی کے باوجود بھی انسان متقی کہلا سکتا ہے۔ مگر نہ تو ہم ایسی گواہیوں کے قائل ہیں اور نہ اہلسنت والجماعت ایسے علماء کو اور نہ "چار آنے کے گواہ" ہرگز نہیں کہہ سکتے۔ مگر ہم یقیناً تمہیں اور تمہارے گواہوں کو بھی طمع زر اور حصول مال کی آڑ میں "چار آنے کا گواہ" بننے والے کہہ سکتے ہیں کیونکہ تمہارا حلفیہ بیان اس پر شاہد ہے۔

مولوی ثناءاللہ اور دعائے مباہلہ

زیر بحث مضمون میں سید عبدالمجید صاحب کے ان الفاظ کو نقل کرنے کے بعد کہ

"اگر آپ حلف مؤکد بعذاب کے ساتھ اپنے اخبار اہلحدیث میں یہ شائع کر دیں۔ کہ میرے ساتھ مرزا صاحب نے یہ مباہلہ کیا تھا۔ کہ صادق کی زندگی میں کاذب ہلاک ہو" مولوی ثناءاللہ صاحب تحریر کرتے ہیں۔

"مرزا صاحب خود تو اس کو مباہلہ نہیں کہتے۔ بلکہ محض دعا کہتے ہیں۔ پھر تم کیوں اس کو مباہلہ کہتے ہو۔ اور مجھ سے کہلواتے ہو"

مگر مشہور مثل "دروغگو را حافظہ نباشد" کے مطابق یہ الفاظ لکھتے ہوئے اُنہیں خیال تک نہ رہا۔ کہ ایک زمانہ میں اپنے قلم سے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دعا کو دعائے مباہلہ قرار دے چکے ہیں پھر آج بھلا کس طرح وہ یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ دعا دعائے مباہلہ نہیں تھی۔ ملاحظہ ہو۔ مولوی ثناءاللہ صاحب اقرار کرتے ہیں۔

"قادیانی کرشن نے ۱۵ر اپریل کو میرے ساتھ مباہلہ کا اشتہار شائع کیا تھا"

"دجال قادیانی پر میرے مباہلہ کا اثر"

"ان واقعات کو محفوظ رکھ کر کوئی دانا کہہ سکتا ہے۔ کہ مرزاجی کی دعائے مباہلہ کا اثر کچھ ظاہر ہوا"

"مولانا ابوالوفاء کے ساتھ مباہلہ کا اعلان کیا تو اس کا بُرا اثر بھی آپ ہی پر پڑتا رہا" (ملک مرقع قادیانی جون ۱۹۰۸ء)

"مرزاجی نے میرے ساتھ مباہلہ کا ایک طولانی اشتہار دیا تھا" (مرقع دسمبر ۱۹۰۸ء)

جبکہ مولوی ثناءاللہ صاحب کی زبان سے بھی ۱۵ر اپریل والے اشتہار کی دعا کا دعائے مباہلہ ہونا ثابت ہو گیا۔ تو آج ان کا اپنی گذشتہ تحریروں کے خلاف کہنا۔ اور اس دعا کے "دعائے مباہلہ" ہونے سے انکار کر دینا ان کے اپنے شائع کردہ فتویٰ کے مطابق بے شرم و بے حیا بننے کی دلیل ہے۔ کیونکہ وہ لکھ چکے ہیں۔

"بے شرم اور بے حیا کون ہے۔ وہی بے حیا ہے جو اپنی تحریر کا آپ خلاف کہے" (مرقع ماہ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۳)

دعائے مباہلہ ہونے کا ثبوت

مگر علاوہ اس کے کہ مولوی ثناءاللہ صاحب کا اپنا اقرار اس کے دعائے مباہلہ ہونے پر موجود ہے۔ ہر دانا شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہ دعا اگر صرف یکطرفہ بددعا ہوتی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے صرف اتنا ہی کافی تھا۔ کہ آپ ثناءاللہ کے حق میں بددعا کر دیتے۔ مگر آپ کا اس میں ہر دو فریق کو شامل کرنا صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ یہ مباہلہ کی دعا تھی۔ نہ کہ یکطرفہ بددعا۔

اسی طرح اگر یہ دعائے مباہلہ نہیں تھی۔ تو مولوی ثناءاللہ صاحب کے پاس اس دعا کا روانہ کرنا اور ان کو اس دعا کے نیچے اپنے حسب منشاء الفاظ لکھنے کی تحریک کرنا کیا معنے رکھتا تھا؟

پھر اگر یہ صرف یکطرفہ دعا تھی۔ تو مولوی ثناءاللہ صاحب کا یہ لکھنا۔ کہ "یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں" بالکل بیہودہ امر تھا بھلا

یکطرفہ بد دعا میں ثناء اللہ کی منظوری یا عدم منظوری کا کیا دخل ہوسکتا تھا اور جب مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس دعا کو نامنظور کر دیا۔ تو ان کا نامنظور کرنا بھی صاف ثابت کر رہا ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس کو دعوت مباہلہ سمجھکر ہی اس کے انکار کی ضرورت سمجھی۔ کیونکہ انہیں یقین آگیا۔ کہ اگر وہ اس پیچ کے مقابلہ پر کھڑے ہوئے۔ تو وہ کاٹے جائینگے۔ اور ہلاک اور برباد کئے جائینگے۔

علاوہ ازیں اسلوب تحریر کو دیکھنے سے بھی صاف ظاہر ہوجاتا ہے۔ کہ یہ یکطرفہ دعا نہیں تھی۔ بلکہ یقیناً دعائے مباہلہ تھی۔

پھر علاوہ ان دلائل کے ایک یہ بھی قابل غور امر ہے۔ کہ اگر یہ محض بد دعا ہوتی۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے۔ تو آپ مولوی ثناء اللہ کے حق میں بد دعا فرما دیتے۔ نہ کہ اپنے لئے بھی اس میں بد دعا کرتے۔ پس حقیقت الامر یہی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب مولوی ثناء اللہ صاحب کا مباہلہ سے متواتر فرار دیکھا۔ تو مجبوراً حضور نے خود ہی دعائے مباہلہ لکھکر ان کے پاس بھیج دی۔ اور اس کے آخر میں لکھا۔ "جو چاہیں اس کے نیچے لکھدیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔"

مولوی ثناء اللہ کا انکار

مولوی ثناء اللہ کے لئے صرف تین راستے کھلے تھے۔ یا تو وہ اقراری دستخط کرتے۔ یا انکار کرتے۔ اور یا کوئی ترمیم پیش کرتے مگر انہوں نے فرار کے راستہ کو زیادہ پسند کیا۔ اور خدا کے شیر کا مقابلہ کرنے سے بھاگ گئے۔ غرض یقینی طور پر ظاہر ہوگیا۔ کہ وہ دعا یکطرفہ دعا نہیں تھی۔ بلکہ حقیقتاً دعائے مباہلہ تھی۔ اب مولوی ثناء اللہ صاحب کی زبان سے مباہلہ کی تعریف بھی سن لیجئے۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں۔

"مباہلہ کے اصل معنے یہ ہیں۔ کہ فریقین بالمقابل ایک دوسرے کے حق میں بد دعا کریں۔" مرقع اکتوبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۲۴

اس تعریف کے مطابق مولوی ثناء اللہ صاحب اگر حضرت اقدس کے اس اشتہار مباہلہ کو منظور کر لیتے۔ تو یقیناً مباہلہ ہوجاتا۔ اور انہیں بہت جلد اگلا جہان بھی نظر آجاتا۔ مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ اور لکھا "یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں۔ اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے۔" "تمہاری یہ دعا کسی صورت میں بھی فیصلہ کن نہیں ہوسکتی۔" (اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء)

"خدا تعالیٰ جھوٹے۔ دغاباز۔ مفسد اور نافرمان لوگوں کو بھی عمریں دیا کرتا ہے۔ تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی بُرے کام کرلیں پھر تم کیسے من گھڑت اصول بتلاتے ہو۔ کہ ایسے لوگوں کو بہت عمر نہیں ملتی۔"

پس جب مولوی ثناء اللہ صاحب نے بالکل صاف لفظوں میں انکار کر دیا۔ تو وہ مباہلہ ہی نہ رہا۔ اور اسی لئے وہ ہلاکت سے بھی محفوظ رہے۔ کیونکہ اس کا نتیجہ صرف فریق ثانی کی آمادگی پر[2]

دہلی میں تبلیغ اسلام

گذشتہ تین ماہ سے دہلی بوجہ دارالحکومت ہونے کے نیز اسمبلی اور کونسل آف سٹیٹ اور چیفس کانفرنس کے اجلاس کی وجہ سے ہندوستان کے لیڈروں۔ رئیسوں۔ اور حکام کی قیام گاہ رہی ہے۔ انجمن احمدیہ دہلی نے مناسب خیال کیا۔ کہ اس موقعہ سے فائدہ اٹھائے۔ اور جہاں تک ہم سے ہو سکے۔ دعوت اسلام اور تبلیغ احمدیت کے فرض سے سبکدوش ہوں۔ چنانچہ Teachings of Islam یعنی تعلیم اسلام لیکچر جلسہ اعظم مذاہب مصنفہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بزبان انگریزی۔ ممبران اسمبلی و کونسل آف سٹیٹ و آل پارٹیز کانفرنس و ممبران آل انڈیا مسلم لیگ میں مفت تقسیم کیا گیا۔ جسے سب صاحبان نے نہایت قدر کی نگاہ سے ملاحظہ کیا۔ اور اظہار خوشنودی فرمایا۔

اس کے علاوہ برگزیدہ رسول غیروں کی نظر میں کی بہت سی کاپیاں نیز دنیا کا محسن مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ ہندو اور مسلمان صاحبان میں مفت تقسیم کیا گیا۔ جن کے مطالعہ سے بہت سے ہندو اور آریہ صاحبان نے فائدہ اٹھایا۔ اور فرمایا۔ ان کے مطالعہ کے بعد اب ہمارے خیالات پہلے سے نہیں رہے۔ اور ہماری معلومات میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ ہمارے دل میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے حد عزت ہو گئی ہے۔ بے شک جماعت احمدیہ عظیم الشان کام کر رہی ہے۔ اور ہندو مسلم اتحاد کے لئے بھی یہ رسالے سب سے زیادہ مفید ہیں۔

"ندائے ایمان" مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ۔ نیز چار مقامی ٹریکٹ ظہور امام علیہ السلام ہزاروں کی تعداد میں دہلی میں ہر خاص و عام میں تقسیم کئے گئے جنہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی دعاؤں کی برکت سے بہت مقبولیت ہو رہی ہے۔ یہاں تک کہ اگر کسی مسافر کے ہاتھ کوئی اشتہار لگ گیا۔ تو دور دراز مقامات سے بذریعہ ڈاک انہوں نے اور اشتہارات طلب کئے۔

سر محمد حبیب اللہ صاحب وائسرائے کی کونسل کی ممبری سے ریٹائر ہوکر مدراس اپنے وطن تشریف لے جارہے ہیں۔ اور ان کے دوست انہیں الوداعی پارٹیاں دے رہے ہیں۔ ہمارے دل میں خیال آیا۔ کہ ہم بھی انہیں کوئی تحفہ دیں۔ جو کہ ان کے اور ان کے عزیزوں اور رشتہ داروں اور ان کی اولاد کی بھلائی کا باعث ہو۔ چنانچہ خاکسار اور مولوی عبدالمجید صاحب نے ان کی کوٹھی پر جاکر ملاقات کی۔ اور ترجمہ قرآن شریف انگریزی پارہ اول Teachings of Islam دنیا کا محسن۔ برگزیدہ رسول آپ کو پیش کیا۔ آپ نے اظہار خوشنودی فرمایا۔ ساتھ ہی مسلمانوں کے حقوق اور نہرو رپورٹ بھی پیش کی۔ تو آپ بہت مسکرائے۔ اور فرمایا۔ ہمیں اس کا علم ہے۔ میں ان سب کا مطالعہ کرونگا۔ میں آپ کا اور آپ کی جماعت کا نہایت ممنون ہوں۔ اور میری طرف سے بہت بہت سلام بحضور امام جماعت احمدیہ پہونچا دیں۔

خاکسار غلام حسین احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ دہلی

اڑیسہ کے ایک مخلص احمدی کا انتقال

میرے والد حضرت مولوی محمد عبدالوہاب صاحب بھدرک اڑیسہ کے ممتاز اور مخلص احمدی تھے۔ ۶۷ برس کی عمر میں بتاریخ ۵ رمضان آپ نے نماز صبح پڑھتے ہوئے وفات پائی۔ اڑیسہ کے احباب سے خصوصاً اور دیگر برادران ملت سے عموماً دعائے مغفرت کی [illegible] ہے۔ اگرچہ بیعت کی توفیق مجھے پہلے ملی۔ لیکن اس کے محرک آپ ہی ہوئے تھے اور وہ اس طرح کہ اس وقت جبکہ میں احمدی لٹریچر دیکھ رہا تھا۔ اور ہنوز بیعت نہیں کی تھی۔ نہ دل میں کچھ میلان ہوا تھا۔ کہ لوگوں نے میرے والد صاحب کے کانوں تک یہ خبر پہونچائی۔ انہیں توقع تھی۔ کہ چونکہ والد صاحب دینی باتوں میں سخت گیر ہیں۔ [illegible] لیکن جب انہوں نے مجھ سے اس بارہ میں پوچھا [illegible] وقت میں ایک کتاب (تحفہ شہزادہ ویلز انگریزی) پڑھ رہا تھا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کی تصویریں ہیں۔ میں نے وہ تصویریں ان کو دکھائیں۔ غور سے دیکھتے رہے۔ اور چونکہ بڑے قیافہ شناس تھے۔ فرمانے لگے۔ "یہ تو فرشتوں کے فوٹو معلوم ہوتے ہیں۔ ان کو کافر کہنا ٹھیک نہیں۔ تم اگر نہیں قبول کرتے۔ تو نہ کرو لیکن خبردار کافر نہ کہو۔ نہ مخالفت کرو۔ ورنہ عذاب الٰہی میں پڑ جاؤ گے"

آخر جب میں نے بیعت کی۔ تو انہوں نے بُرا نہ منایا۔ بلکہ خود بھی تحقیقات میں لگ گئے تھے۔ میرے والد در میں شکر گذار ہیں برادرم مولوی سید محمد حسن صاحب ہیڈ ماسٹر کٹک محمڈن ٹریننگ سکول اور برادرم شیخ عبداللہ صاحب کے کہ انکی تبلیغ اور کوشش نے والد مرحوم کے شبہات در بارہ اجراء نبوت دور کر دیئے۔ اور وہ بیعت میں داخل ہو گئے۔ داخل ہونے سے پہلے میرا منشا بذریعہ خط کے دریافت کیا۔ لیکن جواب پہونچنے سے پہلے وہ حلقہ بگوش ہو چکے تھے۔ آپکے معزز شاگردوں کی ایک بڑی تعداد ہے۔ انہوں نے جب آپ سے کہا۔ آپ اسلام کیوں چھوڑتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا میں تو اسلام میں داخل ہو رہا ہوں۔ ان لوگوں نے کہا۔ آپ احمدیت سے علیحدہ ہو جائیں تو ہم ایک معقول رقم ماہوار بطور پنشن آپ کو دینگے لیکن انہوں نے اسکو ٹھکرا دیا۔ آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ سے بیحد محبت تھی الفضل جب آتا۔ تو سب سے پہلے مدینۃ المسیح پڑھوا کر سنتے۔ اور جس میں حضرت اقدس کی علالت کی خبر ہوتی۔ آپ فوراً سجدہ میں گر پڑتے اور دعا کرتے حضرت مسیح موعود کا کلام سننے اور قادیان پہونچنے کا بیحد شوق تھا۔ میرا ارادہ تھا کہ جب [illegible] ہوا۔ تو

[2] پر مترتب ہو سکتا تھا۔ نہ کہ علیحدہ بھی۔ غرض مجوزہ حلف میں سید عبدالمجید صاحب کے الفاظ بالکل صحیح اور درست الفاظ ہیں۔ جن پر مولوی ثناء اللہ صاحب کو انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہونی چاہئے۔ مگر ہاں موت کے ڈر سے موکد بعذاب

وصیتیں

نمبر ۳۱۲۲:۔ میں محمد الدین ولد مہتاب دین قوم جنجوعہ راجپوت پیشہ ملازمت (مدرسی) عمر قریباً ۲۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۱ء ساکن آڑہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمدنی مبلغ ۴۰ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد: محمد الدین بقلم خود۔ گواہ شد:۔ سلطان عالم قوم جٹ ساکن گوڑیالہ بقلم خود۔ گواہ شد: فضل احمد قوم جٹ سکنہ گکرالی بقلم خود۔

نمبر ۳۱۹۵:۔ میں مسماۃ بیگم بی بی زوجہ میاں خان قوم جٹ عمر قریباً ۴۰ سال تاریخ بیعت بدست حضرت خلیفۃ المسیح ثانی تاریخ یاد نہیں۔ ساکن کالس ڈاکخانہ دلاور پور تحصیل کھاریاں ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۹ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ (۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے زیور نقرئی قیمتی ۵۷ روپے ۲ آنے اور زیور طلائی قیمتی ۲۱۵ روپے میزان کل رقم ۲۷۲ روپے ۲ آنے ہے۔ فقط

العبد: بیگم بی بی موصیہ، گواہ شد:۔ فضل احمد قوم جٹ گکرالی ضلع گجرات بقلم خود۔ گواہ شد: سلطان عالم ساکن گوڑیالہ ضلع گجرات کاتب الحروف بقلم خود میاں خان خاوند موصیہ۔

نمبر ۳۱۲۸:۔ میں نور بی بی زوجہ چوہدری نواب الدین مرحوم قوم چندر عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن رائے ونڈ ضلع لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۲۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ (۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے صرف زیور طلائی و نقرئی قیمت ۱۰۰۰ روپے۔

العبد: نور بی بی موصیہ حال وارد قادیان۔ گواہ شد۔ سید علی اصغر شاہ سکنہ چک ۱۱۶ جنوبی علاقہ سرگودہا۔ حال وارد قادیان۔ گواہ شد۔ عبد الرحیم ہیڈ ڈرافسمین حال وارد قادیان۔ گواہ شد: محمد اسماعیل منشی محلہ دارالرحمت قادیان ۳۰/۱۲/۲۹

نمبر ۳۱۸۹:۔ میں میاں خان ولد علم الدین قوم جٹ پیشہ ملازمت (مدرسی) عمر تقریباً ۴۵ سال تاریخ بیعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ساکن کالس ڈاکخانہ دلاور پور تحصیل کھاریاں ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ اراضی مزروعہ واقعہ رقبہ موضع کالس قریباً ۳۹ کنال اور واقعہ رقبہ موضع جاگل ۴ کنال کل میزان ۴۳ کنال ہے جس کی کل قیمت تخمیناً تین ہزار روپیہ ہے۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جوکہ اس وقت مبلغ [illegible] روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کردیا جائیگا۔ العبد: میاں خان بقلم خود سکنہ کالس۔ گواہ شد:۔ سلطان عالم بقلم خود ساکن گوڑیالہ گواہ شد: فضل احمد بقلم خود سکنہ گکرالی۔

نمبر ۳۱۹۱:۔ میں فضل احمد ولد چوہدری محمد الدین مرحوم قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر ۳۱ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۸ء ساکن گکرالی تحصیل کھاریاں ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷ دسمبر ۱۹۲۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ اراضی مملوکہ و مقبوضہ ۱۷ کنال واقعہ موضع گکرالی و ڈبی خورد جس کی کل قیمت تخمیناً پانچ ہزار چار صد ز ۵۴ روپیہ ہے لیکن میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت ۱۳۵ روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کردیا جائیگا۔ العبد:۔ فضل احمد ولد چوہدری محمد الدین مرحوم سکنہ گکرالی بقلم خود۔ گواہ شد:۔ میاں خان بقلم خود سکنہ کالس۔ گواہ شد محمد حسین نائب مدرس مدرسہ دلاور پور بقلم خود۔

نمبر ۳۰۸۱:۔ میں کریم الدین ولد میاں اللہ بخش قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر قریباً ۴۵ سال تاریخ بیعت جولائی ۔ ء ساکن چک جانی (حال سبھاگا) ڈاکخانہ پنڈی سید پور تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰ جون ۱۹۲۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری کوئی فی الحال جائداد موجود نہیں۔ ملازمت پیشہ ہونے کی وجہ سے اس وقت میری تنخواہ صرف ساٹھ روپے ماہوار مقرر ہے۔ اور میں اپنی تنخواہ کے دسویں حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور اور اگر میرے مرنے کے بعد میری کوئی جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور کرتا ہوں۔ اور میں تازیست اپنی تنخواہ کے دسویں حصہ کو ماہ بماہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور میں داخل کرتا رہونگا۔

العبد:۔ نشان انگوٹھا۔ کرم الدین ارائیں حال ملازم ریلوے سٹیشن سبھاگا ضلع سرگودھا۔ گواہ شد:۔ محررد گواہ منظور احمد منیجر شفاخانہ ولیپنڈ بر سلانوالی ضلع سرگودہا۔ گواہ شد۔ فضل حق بقلم خود۔

نمبر ۳۱۱۲:۔ میں عالم بی بی بنت صوفی عبد اللہ صاحب زوجہ منشی سربلند خان قوم ارائیں عمر ۴۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن گوکھووال ڈاکخانہ چک ۲۷۵ تحصیل و ضلع لائل پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷ نومبر ۱۹۲۹ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ (۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ مہر پانچصد روپیہ۔ زیور طلائی قیمتی نوے روپیہ۔ سیونگ مشین قیمتی ۸۰ روپیہ۔ العبد: عالم بی بی موصیہ حال وارد قادیان۔ گواہ شد:۔ صوفی عبد اللہ صاحب والد موصیہ۔ گواہ شد:۔ علی محمد بقلم خود۔ گواہ شد:۔ سربلند خان خاوند موصیہ۔

نمبر ۳۱۲۶:۔ میں غلام رسول ولد مولوی نظام الدین قوم علما پیشہ ملازمت عمر ۴۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۳ء ساکن موضع بھینا دیدار سنگھ تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۱ دسمبر ۱۹۲۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے پاس اسوقت نقد ۲۳۶ روپے ہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد ۱۲ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ مبلغ ۲۳۶ جو کہ اس وقت میرے پاس ہیں۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ میں نے ادا کر دیا ہے۔

العبد:۔ غلام رسول موصی چٹھی رساں۔ رعیہ حال وارد قادیان شریف بقلم خود

مفرح یاقوتی

کمزوری اور ناتوانی کا فوراً علاج کرو

یاقوت، مشک، مرجان، مروارید، جدوار، عنبر، زعفران وغیرہ قیمتی ادویات اور جواہرات سے مرکب

ہر کمزور اور ناتوان مرد و عورت اور بچہ کیلئے اکسیر زندگی ہی مفرح یاقوتی دنیا میں ایک ہی مقوی اعضاء رئیسہ اور حرارت غریزی پیدا کرنیوالی اکسیر اور لاثانی دوا ہے۔ کمزوری کی ہر قسم کی امراض کو رفع کرنیوالی اور جسم میں نئے امراض کی پیدائش کو روکنے والی اور صحت کو قائم رکھنے والی نایاب چیز ہے۔ جملہ دماغی و جسمانی و اعصابی کمزوریوں کو دور کرنے کیلئے شافی طور پر کام دیتی ہے۔ تمام دماغی کام کرنیوالوں کیلئے ایک عدیم المثال نعم البدل بے نظیر تحفہ ہے۔ حمل کے ایام میں حفاظت حمل اور وضع حمل کے بعد زچہ اور بچہ کی حفاظت و تندرستی کے لئے ضامن صحت ہی ہے۔

المشتہر

مرہم عیسےٰ موجد مفرح یاقوتی بیرون دہلی دروازہ لاہور

شربت فولاد

شربت فولاد۔ جوکہ فولاد۔ کچلا، سنکھیا۔ اور دیگر بہت سی ادویہ کا ایک لذیذ اور خوشگوار شربت ہے
شربت فولاد۔ عورتوں کی خاص بیماریوں، مثلاً عام کمزوری رنگ کا زرد پڑ جانا اور ہسٹیریا کیلئے ازحد مفید ہے۔
شربت فولاد۔ مرض اٹھرا کا بہت بڑا دشمن ہے۔
شربت فولاد۔ ایام حمل میں استعمال کرنے سے بچہ تندرست اور مضبوط پیدا ہوتا ہے۔
شربت فولاد کے میٹھا ہونے سے ہر ایک عورت شوق سے استعمال کرتی ہے۔ شربت فولاد کا ایک چمچہ دن میں تین مرتبہ بعد غذا استعمال کریں۔ شربت فولاد کی سات خوراکوں کی قیمت صرف تین روپے محصولڈاک
تیار کردہ:۔ فیض عام میڈیکل ہال قادیان پنجاب۔

ہماری مصدقہ گھڑیاں ہر چہار نمبر

(ہر لحاظ سے عمدہ ہیں)

عنقریب ہم بتلائینگے کہ قادیان اور دوسرے مقامات میں کن کن بزرگوں اور دوستوں کی خدمت ہماری (مندرجہ ذیل) گھڑیاں انجام دے رہی ہیں۔ ہر چند ہمیں اطمینان ہے۔ تاہم احباب اپنی گھڑیوں کی کامل محافظت کریں۔ اور ضرورت کیوقت بذریعہ جوابی کارڈ ہم سے مشورہ لے لیا کریں۔

نمبر	صحیح تخمینہ اور قیمت مقابلتاً قریباً نصف	نکل کیس	چاندی کیس	اصلی رولڈ گولڈ
۱	دستی بڑا سائز ویسٹ اینڈ کوٹن کے موافق	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲	" چھوٹا " سیلیدار کے موافق	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳	" زیادہ چھوٹا " کیپ میک کے	"	"	"
۴	جیبی ۱۶ سائز " میلیشی A-1 کے موافق	"	"	"

۵ اوپر کی ہر ایک گھڑی کی مکمل مع جینوا چالی قیمت جیبی تیس۔ کلائی کی شہ ڈیڑھ گنا زیادہ۔
۶ ٹائم پیس جرمنی [illegible] الارم [illegible]
۷ سونے کی یا ویسٹ اینڈ کی گھڑیاں امریکن کلاک وٹائم پیس وغیرہ کا نرخ علیحدہ معلوم کریں۔

المشتہر:۔ حافظ سخاوت علی پروپرائیٹر احمدیہ واچ ایجنسی شاہجہانپور (یو۔پی)

پیام صحت رجسٹرڈ (مکمل در دو جلد)

طب ہومیوپیتھی کی جامع ولاجواب تصنیف باتصویر بڑی تقطیع ضخامت ۷۰۰ صفحات:۔ جلد اوّل (درباره تشریح جسم انسانی وافعال الاعضاء حفظان صحت فلسفہ طب ہومیوپیتھی طریق تشخیص امراض طریق دوا سازی وخواص الادویہ) قیمت آٹھ روپے۔ جلد دوم (درباره علم العلاج۔ علامات واسباب مرض تشریح العلاج دایہ گری ولیبی لغات) قیمت بارہ روپیہ۔ رعایت ماہ ہر دو خریدار سے صرف اٹھارہ روپیہ علاوہ محصولڈاک:
ملنے کا پتہ:۔ ہومیو پیتھک میڈیکل ہال چھاؤنی فیروزپور

تبت۔ یارقند۔ چینی۔ ترکستان۔ کشمیر

کا ہر قسم کا مال

از قسم قالین، نمدہ، صفر، جانماز۔ یارقندی کھدر۔ یارقندی رومال۔ کستوری۔ جدوار۔ ممیرہ۔ زہر مہرہ۔ فیروزہ۔ زعفران۔ زیرہ۔ دست سلاجیت۔ کشمیری ساڑھیاں۔ کشمیری پٹی۔ رفل۔ لوئیاں۔ دھسے کامدار برتنے وغیرہ وغیرہ کے متعلق اس پتے سے خط و کتابت کریں:۔ (محمد یوسف بی اے (علیگ) ہمراہ صفا کدل سرینگر کشمیر)

برص

جسم کے سفید داغ ایک دن میں ٹھیک آرام

اگر ہماری فقیری جڑی بوٹی کے ایک دن میں تین بار لگانے سے بدن کے سفید داغ بالکل نہ جاتے رہیں تو کل قیمت واپس۔ اقرار نامہ لکھالیں۔ قیمت فی بکس تین روپیہ۔ دفتر معالج برص نمبر ۵ لہر در بھنگہ (بہار)

محافظ اٹھرا گولیاں (رجسٹرڈ)

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں ان کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب مرحوم شاہی حکیم کی مجرب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب۔ مقبول اور مشہور ہیں۔ اور ان گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ کئی خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے پڑے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین اور خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔

قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنے (عہ)
شروع حمل سے آخر رضاعت تک قریباً نو تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ ایک دفعہ منگانے پر فی تولہ ایک روپیہ لیا جائے گا۔

ملنے کا پتہ
عبدالرحمن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان

ضرورت استانی

ہمیں احمدیہ گرلز سکول سیالکوٹ جوکہ مڈل سٹینڈرڈ تک ہے۔ کے لئے ایک ایس وی استانی کی ضرورت ہے۔ تنخواہ قابلیت اور اہلیت کے مطابق ہوگی۔ درخواست کنندگان کو اپنی درخواستیں ۱۵ اپریل ۱۹۳۰ء تک مندرجہ ذیل پتہ پر معہ اپنے سرٹیفکیٹوں کے بھیج دینی چاہئیں۔

سیدہ فضیلت سکرٹری
احمدیہ گرلز سکول شہر سیالکوٹ

ہندوستان کی خبریں

——— بمبئی۔ ۳ اپریل۔ ناظم محکمہ اطلاعات بمبئی کا ایک بیان مظہر ہے۔ کہ اب تک ۳۰ پٹیلوں اور ۲۰ پٹواریوں نے ملازمت سے استعفےٰ دیا ہے۔

——— پشاور۔ ۳ اپریل۔ سردار محمد افضل خان پر اسرار طور پر ڈیرہ دون سے کہیں روانہ ہو گئے ہیں۔ توقع ہے کہ وہ سردار محمد عمر خان کی طرح افغانستان میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے۔ آپ سردار محمد ایوب خان کے پوتے ہیں۔

——— بمبئی۔ ۳ اپریل۔ آئندہ سال کے لئے مسٹر جمن بھائی لعل جی بلدیہ بمبئی کے صدر منتخب کئے گئے ہیں۔

——— بمبئی میں آل انڈیا ریٹیر کانفرنس کا جلسہ ۶ اپریل کے بجائے ۱۸ اپریل پر ملتوی ہو گیا ہے ؞

——— گوجرانوالہ۔ ۶ اپریل۔ آج ساڑھے تین بجے بعد دوپہر ستیہ گرہ کانفرنس کا اجلاس زیر صدارت مولوی ظفر علی شروع ہوا۔ پنڈت جواہر لعل نہرو نے پنڈال میں تقریر کی۔ آپ نے کہا۔ کہ ایسے جلسوں کی ضرورت ہی کیا ہے۔ میدان جنگ میں جلسے نہیں ہوا کرتے۔ میرے خیال میں دو تین ماہ کے اندر ہندوستان میں بہت کچھ ہونے والا ہے۔ حکومت کا یہاں ایک منٹ کے لئے بھی رہنا مشکل ہو جائیگا۔ اب ہر ایک ہندوستانی کو باغی ہو جانا چاہیئے۔ میں آج علانیہ کہتا ہوں۔ کہ ہم ملک کے باغی نہیں۔ حکومت کے باغی ہیں۔ جو ملک کا باغی ہوگا۔ ملک بھی اس کے ساتھ باغیوں کا سا سلوک کریگا ؞

——— دہلی۔ ۶ اپریل۔ آج صبح ملکہ باغ میں یوم ستیہ گرہ منایا گیا۔ پنڈت مالویہ نے تقریر کی۔ بعد میں پنڈت جی نے دو آنہ کا ممنوعہ نمک خریدا۔ صبح سویرے دس رضاکار نمک بنانے کیلئے سلیم پور گئے تھے۔ کچھ نمک بنا کر فروخت کے لئے شہر لائے۔ اس نمک کا ایک حصہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ضبط کر لیا۔ اور پولیس کی ایک جمعیت نے کر موقع کی تلاشی لی۔

——— جلال پور۔ ۶ اپریل۔ آج صبح پوجا کے بعد گاندھی جی اور ان کے رضاکار چھ بجے صبح سمندر میں غسل کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ جب گاندھی جی اور ان کے رضاکاروں نے ساحل بحر پر پڑے ہوئے نمک کو اٹھایا۔ تو مسز نیڈو نے گاندھی جی کو "قانون شکن" کے نام سے خطاب کر کے مبارکباد دی۔ جب گاندھی جی اور ان کے رضاکاروں نے قانون نمک توڑا۔ تو پولیس کا کوئی آدمی موقعہ پر ظاہر نہ ہوا۔

——— بمبئی۔ ۶ اپریل۔ سورت کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ گاندھی جی کے صاحبزادے رام داس گاندھی اور تین دیگر رضاکاروں کو آج دوپہر کے وقت تعلقہ چوراسی کے موضع بھیم راد میں گرفتار کر لیا گیا۔ اور ممنوعہ نمک پر قبضہ کر لیا گیا۔

——— کنٹائی۔ ۶ اپریل۔ یہاں سے ۶ میل کے فاصلہ پر موضع بچا بانی میں ۲۰ رضاکاروں نے آج صبح قانون نمک کی خلاف ورزی کی۔ پولیس اور افسران محکمہ چنگی نے تمام نمک چھین کر ضایع کر دیا۔ اور نمک بنانے کے برتن توڑ ڈالے۔ کوئی گرفتاری نہیں ہوئی۔ ساخت نمک کو روکنے کیلئے کانسٹبل تعینات کر دیئے گئے ہیں۔

——— بمبئی۔ ۵ اپریل۔ بمبئی کے دیسی کپڑا بیچنے والوں کی انجمن نے ایک قرار داد میں فیصلہ کیا۔ کہ وہ تین ماہ تک تمام غیر ملکی کپڑے کا کامل مقاطعہ کرینگے۔

——— نئی دہلی۔ ۵ اپریل۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے پروفیسر اندرا ایڈیٹر "ارجن" کو زیر دفعہ ۱۲۴ (الف) تعزیرات ہند ۹ ماہ قید سخت کی سزا دی۔ اے کلاس کے قیدی کی رعایت بھی عطا کر دی۔

——— خلافت ورکنگ کمیٹی نے ایک طویل بیان شایع کیا ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ ستیہ گرہ کی موجودہ تحریک میں مسلمانوں کی روش کیا ہے۔ اور کیا ہونی چاہیئے۔ تحریک عدم تعاون میں مسلمانوں نے کیا کارہائے نمایاں انجام دیئے تھے۔ کانگریس کے طرز عمل میں کیا تضاد واقع ہوا۔ کس طرح فرقہ وارانہ جنگ شروع ہوئی۔ اور ان فرقہ وارانہ جھگڑوں کے طے کرنے کے لئے کیسی کوششیں کی گئیں۔ بیان کا ماحصل یہ ہے۔ کہ مسلمان حصول آزادی کے خواہشمند ہیں۔ مگر ملک ان کے نزدیک ابھی سول نافرمانی کے لئے تیار نہیں۔

——— خزانہ الموڑہ سے ۱۰ ہزار روپیہ کے نوٹ غائب ہو گئے تحصیلدار پریم لال کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ پولیس تفتیش کر رہی ہے

——— نیو دہلی۔ ۶ اپریل۔ وائسرائے اور لیڈی ارون سوم بہار کے دورہ پر صوبہ سرحد کو روانہ ہو گئے ہیں۔ وسط اپریل میں شملہ واپس آئیں گے۔

——— لاہور۔ ۶ اپریل۔ غیر مبایعین اور غیر احمدیوں میں محلہ ولی اللہ گوالمنڈی میں ایک قبرستان کے متعلق جھگڑا ہو گیا۔ فریقین نصف گھنٹہ تک ایک دوسرے پر پتھروں کی بارش کرتے رہے۔ دو آدمی شدید طور مجروح ہوئے۔ اور بہتوں کو خفیف چوٹیں آئیں۔ پولیس نے تمام فساد کرنے والوں کو زیر حراست کر لیا۔

——— بمبئی۔ ۴ اپریل۔ گورنر کی اگزیکٹو کونسل کا اجلاس ہوا۔ گاندھی جی کی گرفتاری کے متعلق معلوم ہوا ہے۔ کہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ آپ کو اس وقت تک گرفتار نہیں کیا جائیگا۔ جب تک گورنمنٹ کے پاس اور ذریعے ان کا مقابلہ کرنے کے ہیں ؞

——— لاہور۔ ۴ اپریل۔ آج شہر میں متعدد خانہ تلاشیاں اور گرفتاریاں ہوئیں۔ جملہ گرفتار شدگان مسلمان اور ملاپ پریس غفور رمہ کے ملازمین ہیں۔ اس وقت تک گرفتاریوں کی چار وجوہات بیان کی جا رہی ہیں۔ اول یہ کہ ۲۶ دسمبر ۱۹۲۹ء میں (۲) وائسرائے کی ٹرین پر بم (۳) بہاولپور میں بم چلانے کے (۴) پولیس کے حکام نے رپورٹ کی ہے۔ کہ متذکرہ آدمی ہیں قتل کرنے کے درپے ہیں۔ جو خانہ تلاشیاں اور گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں۔ سب زیر دفعہ ۳۵۲ تعزیرات ہند تھیں ؞

——— ڈسکہ۔ ۴ اپریل۔ سردار کھڑک سنگھ نے جتھے سے جا کر گوردوارہ بابا سنت ورپام سنگھ کی محقہ دوکانوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ پولیس نے تین اشخاص کو گرفتار کر لیا ؞

——— پونہ۔ ۶ اپریل۔ گذشتہ جمعرات کے روز شہزادہ محمد حبیب اللہ خان نے جو نصر اللہ خان مرحوم نواب بھوپال کے برادر زادہ ہیں۔ مس نیر ورز بھائی دادیہ سے شادی کی۔ جو مسٹر ایم۔ ڈی۔ ایم دادیہ پارسی کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں۔ شادی سے قبل دلہن کو اس کے والد کی رضامندی سے دائرہ اسلام میں لایا گیا۔

——— پشاور۔ ۶ اپریل۔ مقامی کانگریس نے صوبہ سرحد کے طول و عرض میں شراب کی دوکانوں پر پہرہ لگانے کا فیصلہ کیا ہے۔

——— بمبئی۔ ۷ اپریل۔ آج صبح کو ویلے پارلے کے ساحل پر ستیہ آگرہیوں نے قانون نمک کی خلاف ورزی کی۔ اس سلسلہ میں پولیس کی ایک بھاری جماعت نے ستیہ اگرہ آشرم پر چھاپہ مارا وہاں نمک کی کڑاہیاں تھیں۔ انہیں برباد کر دیا۔ نمک اپنے قبضہ میں کر لیا۔ اور سیٹھ جمنا لال بجاج مسٹر مسورو والا اور مسٹر کشوری لال بھٹ کو گرفتار کر لیا۔

——— بمبئی ۷ اپریل۔ مسٹر ناریمان ایک جتھہ لیکر ساحل سمندر پر گئے۔ اور قانون نمک کی خلاف ورزی کی۔ جونہی آپ گھر آئے۔ پولیس نے گرفتار کر لیا ؞

——— ڈانڈی۔ ۷ اپریل۔ مسٹر گاندھی نے اپنے ستیہ گرہیوں سمیت آج شام کو پھر نمک تیار کیا جس کا کچھ حصہ تماشائیوں میں فروخت کیا گیا۔ اور سات روپے وصول کر لئے گئے۔

——— ڈانڈی۔ ۷ اپریل۔ یہاں سے چند میل دور ستیہ گرہی نمک تیار کر رہے تھے۔ کہ پولیس نے ان پر حملہ کر دیا۔ اور سارا تیار کیا ہوا نمک چھین کر لے جانا چاہا۔ لیکن والنٹیروں نے نمک دینے سے انکار کر دیا۔ اور مقابلہ کیا۔ جس میں چند ستیہ گرہی زخمی ہوئے۔ اور ایک کی قمیض پھٹ گئی۔ جونہی گاندھی جی نے یہ خبر سنی فوراً وہاں گئے۔ اور اعلان کیا۔ کہ کل میں اسی جگہ اگر ستیہ گرہ کرونگا ؞

——— گوجرانوالہ ستیہ آگرہ کانفرنس میں یہ ریزولیوشن کہ ۱۳ اپریل سے لاہور میں قانون نمک کی خلاف ورزی کی جائے ہر ایک ضلع سے دو دو جتھے ۱۲ اپریل سے پہلے لاہور پہونچ جائیں۔ اتفاق رائے سے پاس ہو گیا ؞

(عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا)